﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۱۷؍نومبر ۲۰۰۰ء شمارہ ۴۶

۲۰؍شعبان ۱۴۲۱ہجری ☆ ۱۷؍نبوت ۱۳۷۹ہجری شمسی

دردوں سے نجات کی دعا

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نے آنحضرت ﷺ سے جسم میں دردوں کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو اور تین بار بسم اللہ پڑھو۔ پھر سات مرتبہ یہ دعا کرو۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَ قُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ

میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس شر سے جو مجھے لاحق ہے اور جس کا مجھے اندیشہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب وضع یدہ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

متقی کا یہ کام نہیں کہ وہ ان لوگوں سے جھگڑے اور مقابلہ کرے جو قرب الٰہی کا درجہ رکھتے ہیں

حدیث نبوی کہ اللہ تعالیٰ عبدِ مومن کے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں وغیرہ ہو جاتا ہے کا حقیقی مفہوم

”حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عبدِ مومن کے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں وغیرہ ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اعضاء للٰہی طاعت کے رنگ میں ایسے رنگین ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ ایک الٰہی آلہ ہیں، جن کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعال الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یا ایک مصفا آئینہ ہیں جن میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفاء تام عکسی کے طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔ یا یہ کہو کہ اس حالت میں وہ اپنی انسانیت سے بکلی دستبردار ہو جاتے ہیں۔ جیسے جب انسان بولتا ہے تو اس کے دل میں خیال ہوتا ہے کہ لوگ اس کی فصاحت اور خوش بیانی اور قادرالکلامی کی تعریف کریں مگر وہ لوگ جو خدا کے بلائے بولتے ہیں اور ان کی روح جب جوش مارتی ہے تب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ایک موج اس پر اثر انداز ہو کر تموج پیدا کر دیتی ہے اور اپنی آواز اور تکلّم سے وہ نہیں بولتے بلکہ الٰہی حال اور قال اور جوش سے۔ اور ایسا ہی جب وہ دیکھتے ہیں تو جیسا کہ قاعدہ ہے کہ دیکھنے میں فکر شامل ہے ان کی رؤیت اپنے دخل سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے نور سے۔ اور وہ ان کو ایک ایسی چیز دکھا دیتا ہے جو دوسری پُر غور نظر بھی نہیں دیکھ سکتی۔

جیسے آیا ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ یعنی مومن کی فراست سے بچو کیونکہ تمہاری آورد ہے اور اس کی آمد۔ تمہارا قال ہے، اُس کا حال۔ جیسے ایک گھڑی چلتی ہے۔ اس کے پرزے تو اسے چلاتے رہیں گے۔ ابر میں تم تین بجے کی جگہ سات بجے کا وقت کہہ سکتے ہو مگر گھڑی جو اسی مطلب کے لئے بنائی گئی ہے وہ تو ٹھیک وقت بتلائے گی اور خطا نہ کرے گی۔ پس اگر اس سے جھگڑو گے تو بجز خِفّت کے کیا لو گے؟ اسی طرح سے یاد رکھو کہ متقی کا یہ کام نہیں کہ وہ ان لوگوں سے جھگڑے اور مقابلہ کرے جو قرب الٰہی کا درجہ رکھتے ہیں اور دنیا میں مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ پس مومن کے مقابلہ کے وقت ڈرو۔ اِتَّقُوْا کے مصداق بنو۔ ایسا نہ ہو کہ تم جھوٹے نکلو اور پھر اس غلط کاری کے بدترین نتائج بھگتو کیونکہ مومن تو اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے اور وہ نور تم کو نہیں ملا۔ اس لئے تم ٹیڑھے چل سکتے ہو مگر مومن ہمیشہ سیدھا ہی چلتا ہے۔ تم خود ہی بتلاؤ کہ کیا وہ شخص جو ایک تاریکی میں چل رہا ہے اس آدمی کا مقابلہ کر سکتا ہے جو چراغ کی روشنی میں جا رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ (الانعام:۵۱) کیا اندھا اور بینا مساوی ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ پس جب ہم اسباب کو دیکھتے ہیں تو پھر کس قدر غلطی ہے کہ ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

غرض یہ کہ مومن کی فراست سے ڈرنا چاہئے اور مقابلہ مومن کے لئے تیار ہو جانا دانشمند انسان کا کام نہیں ہے۔ اور مومن کی شناخت انہیں آثار و نشانات سے ہو سکتی ہے جو ہم نے ابھی بیان کئے ہیں۔ اسی فراست الٰہیہ کا رعب تھا جو صحابہ کرامؓ پر تھا اور ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ رعب بطور نشانِ الٰہی آتا ہے۔ وہ پوچھ لیتے تھے کہ اگر یہ وحی الٰہی ہے تو ہم مخالفت نہیں کرتے اور وہ ایک ہیبت میں آ جاتے تھے“۔ (ملفوظات جلد اول (طبع جدید) صفحہ ۷۵، ۷۶)

نقاب پوش حملہ آوروں کی مسجد احمدیہ میں نمازیوں پر اندھادھند فائرنگ

گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ (پاکستان) میں پانچ احمدی مسلمان شہید کر دئے گئے

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مورخہ ۳۰؍اکتوبر ۲۰۰۰ء کو صبح چھ بجے نقاب پوش حملہ آوروں نے مسجد احمدیہ گھٹیالیاں میں داخل ہو کر اُس وقت اندھادھند فائرنگ کر دی جب وہ نماز فجر ادا کر کے فارغ ہوئے تھے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں دو احمدی مسلمان جن میں ایک سولہ سالہ لڑکا تھا موقع پر ہی شہید ہو گئے اور دس کے لگ بھگ شدید زخمی ہو گئے۔

زخمی افراد کو فوری طور پر نارووال ہسپتال میں پہنچانے کا انتظام کیا گیا مگر راستہ میں ایک اور احمدی مسلمان زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہو گئے۔ نارووال ہسپتال میں مناسب علاج کا انتظام نہ ہونے کے باعث فیصلہ کیا گیا کہ شدید ترین زخمیوں کو لاہور پہنچایا جائے مگر لاہور میو ہسپتال پہنچتے پہنچتے دو اور زخمیوں نے دم توڑ دیا اور خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

تفصیلات کے مطابق یہ جانگداز حادثہ گھٹیالیاں خورد ضلع سیالکوٹ میں جماعت احمدیہ کی مسجد میں ہوا جو گاؤں کے شرقی جانب آبادی کے کنارے پر واقع ہے اور اس سے چند گز کے فاصلے پر پکی سڑک گزرتی ہے۔

مورخہ ۳۰؍اکتوبر کو حسب معمول نماز فجر ادا کی گئی اور اس کے بعد صبح چھ بجے درس قرآن کریم ہوا۔ درس ختم ہونے کے بعد جب ایک نوجوان مسجد سے باہر نکلا تو وہاں دو نقاب پوش موجود تھے۔ ان میں سے ایک نے بندوق کا بٹ مار کر احمدی نوجوان کو مسجد کے صحن میں دھکیلا جس سے وہ گر گیا۔ بقیہ نمازیوں نے بھی باہر نکلنے کی کوشش کی مگر حملہ آوروں نے نمازیوں کو مسجد کے صحن میں دھکیل کر کلاشنکوف کے برسٹ مارے جس کے نتیجہ میں دو احمدی، شہزاد احمد اور افتخار احمد موقع پر ہی شہید ہو گئے اور دس کے لگ بھگ افراد شدید زخمی ہوئے۔ مسجد کی چٹائیاں خون سے لت پت ہو گئیں اور صحن سرخ ہو گیا۔ جب زخمیوں کو نارووال ہسپتال لے جایا جا رہا تھا تو ایک اور احمدی عطاء اللہ صاحب زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے رستے ہی میں فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

نارووال ہسپتال میں مناسب علاج دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شدید زخمیوں کو لاہور میو ہسپتال لے جایا گیا مگر اس کٹھن راستہ میں بھی دو مزید افراد نے اپنی جان خدا تعالیٰ کے سپرد کر دی۔ ان میں سے ایک دوست عباس ولد فضل احمد تھے جو ابھی پوری طرح جماعت میں شامل نہ ہوئے تھے مگر ان کا تعلق جماعت

احمدیہ سے بہت اچھا تھا اور وہ اکثر نمازیں مسجد احمدیہ میں ہی ادا کرتے تھے۔ ان کے ایک بھائی احمدی ہیں اور دوسرے دوست غلام محمد صاحب تھے۔

پانچوں شہداء کی نعشوں کا پوسٹ مارٹم ہو گیا ہے اور نعشیں تدفین کے لئے ان کے ورثاء کے سپرد کر دی گئی ہیں۔

گاؤں کے لوگوں نے بتایا کہ ایک سبز رنگ کی کار جس میں چار آدمی سوار تھے صبح چار بجے سے علاقہ کا چکر لگا رہی تھی۔ انہوں نے اپنی کار مسجد سے کچھ فاصلہ پر کھڑی کی۔ دو نقاب پوش افراد کار کے اندر بیٹھے رہے جبکہ دیگر دو مسجد کے اندر فائرنگ کے لئے گئے اور وقوعہ کے بعد اسی کار میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔

شہداء کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مکرم افتخار احمد صاحب ولد محمد صادق صاحب عمر ۳۵ سال۔
(۲) مکرم شہزاد احمد صاحب ولد محمد بشیر صاحب عمر ۱۶ سال۔
(۳) مکرم عطاء اللہ صاحب ولد مولا بخش صاحب عمر ۵۰ سال۔
(۴) مکرم عباس صاحب ولد فضل احمد صاحب عمر ۴۵ سال۔
(۵) مکرم غلام محمد صاحب ولد علی محمد صاحب عمر ۶۰ سال۔

شدید زخمی ہونے والے احمدیوں کے نام یہ ہیں:

(۱) مکرم ماسٹر محمد اسلم صاحب ولد غلام قادر صاحب عمر ۶۱ سال۔
(۲) مکرم ندیم احمد صاحب ولد محمد اسلم صاحب عمر ۲۴ سال۔
(۳) مکرم تسلیم احمد صاحب ولد محمد اسلم صاحب عمر ۲۰ سال۔
(۴) مکرم شہباز احمد صاحب ولد غلام محمد صاحب عمر ۳۶ سال۔
(۵) مکرم نصیر احمد صاحب ولد غلام محمد صاحب۔
(۶) مکرم محمد بوٹا صاحب ولد محمد یار صاحب عمر ۳۵ سال۔

اخباری اطلاعات کے مطابق پانچوں شہداء کو گھٹیالیاں قبرستان میں دفن کر دیا گیا ہے۔ جنازہ میں کئی اضلاع سے چار ہزار سے زائد افراد شامل ہوئے۔

ہیومین رائٹس کمیشن آف پاکستان نے اس سانحہ کی پرزور مذمت کی ہے۔ ہیومین رائٹس کے افراسیاب خٹک نے ملٹری حکومت پر ذمہ داری ڈالتے ہوئے کہا ہے کہ ایک امن پسند جماعت کے افراد پر ایسا حملہ افسوسناک ہے اور اگر ملک بھر میں ملاؤں کی زہریلی تقریروں کو نہ روکا گیا تو اس طرح کے حادثات کا تدارک نہیں ہو سکتا۔

یاد رہے کہ ایک عرصہ سے ضلع سیالکوٹ میں "مجلس ختم نبوت" کے مولویوں کی جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیز کارروائیاں جاری ہیں۔ باوجود حکومت کے اعلیٰ افسران کو اس بارہ میں اطلاع بہم پہنچانے کے حکام نے اس کے تدارک کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا اور مولویوں کی جماعت احمدیہ کے خلاف زہر افشانی بڑھتی جا رہی ہے۔

گزشتہ سال ضلع سیالکوٹ میں جماعت احمدیہ کے ممبران کے خلاف آٹھ جھوٹے مقدمات دائر کئے گئے ہیں۔ جن میں ۲۱ ممبران کو ناحق ملوث کیا گیا۔ جبکہ امسال مزید پانچ نئے مقدمات احمدی مسلمانوں کے خلاف درج کئے گئے اور ان میں تئیس (۲۳) احمدی مسلمانوں کو ناحق مجرم گردانا گیا۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ان مظلوم بھائیوں کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ تمام شہداء کو جنت میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے اور ان کے وارثین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور تمام زخمیوں کو اپنے فضل و کرم سے جلد مکمل صحت سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے احمدیوں کو ظالموں کے ظلم سے اور شر پسندوں کے شر سے ہر آن محفوظ رکھے۔

احمدیہ سیکنڈری سکول کانو (نائجیریا) کا

تعلیم اور کھیل کے میدان میں نمایاں اعزاز

حال ہی میں احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول کانو (نائیجریا) کو خدا تعالیٰ کے فضل سے تعلیم اور کھیل کے میدان میں نمایاں کارکردگی کی بنا پر مختلف اعزازات سے نوازا گیا اور کانو اسٹیٹ کے اخبارات میں سکول کا نمایاں تعریف کے ساتھ ذکر ہوا۔

نیشنل باسکٹ بال چمپئن شپ کے مقابلوں میں کانو اسٹیٹ کی نمائندگی کی سعادت احمدیہ سیکنڈری سکول کو حاصل ہوئی اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سکول نے یہ چیمپئن شپ جیت لی۔

کانو اسٹیٹ کے اخبار Triumph نے ۱۶/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کی اشاعت میں اس کا ذکر کیا کہ "Ahmadiyya Brings Glory to Kano"

اسی طرح ۲۴/ اکتوبر کو تعلیمی میلہ میں احمدیہ سیکنڈری سکول کو Best Telented School 2000 Award دیا گیا اور سکول کی ایک طالبہ کو Queen of the Year کا اعزاز دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سکول تعلیمی اور کھیل کے میدانوں میں اپنا نیک نام پیدا کر رہا ہے۔ احباب جماعت سے سکول کی مزید کامیابیوں اور علمی و عملی میدانوں میں نمایاں ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (رپورٹ: منور احمد قیوم۔ پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول کانو۔ نائیجیریا)

فیضانِ خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند

دریا ہی نہیں کرتے ہیں کوزے میں جری بند
گر چاہیں تو کر سکتے ہیں شیشے میں پری بند

کیا کہنا شجاعت کا تری حضرت انساں
ہمت سے تری بند ہے خشکی ، نہ تری بند

جب سیر و سیاحت کے لئے جیب میں دیکھا
پھر شملہ و کشمیر نہ ہے کوہ مری بند

القصہ ہر ایک قسم کی سب راہیں کھلی ہیں
اک بند ہے ان پر تو فقط راہ نبی بند

ان سادہ مزاجوں سے کوئی اتنا تو پوچھے
فیضان خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند

کیوں مصطفوی فیض کو بند آپ ہیں کرتے
اب تک نہیں دنیا میں اگر یونہی بند

مغضوب کی ضآلین کی آمد ہے مسلسل
"انعمت علیھم" کی ہوئی کب سے لڑی بند

کیوں کوثر نبوی کا ہوا بند تموج
جب تشنہ لبوں کی ہی نہیں تشنہ لبی بند

گر زلف بنانے کو ہے شانہ کی ضرورت
کیوں کر یہ بنے گی جو ہوئی شانہ گری بند

کیا فائدہ پھر جیب میں رکھنے کا پیارو
جب وقت کی پڑتال پہ پاتے ہیں گھڑی بند

مریم کے جگر بند کے آنے پہ نبوت
ہم آپ کی مانیں گے گر اس وقت رہی بند

جب تک ہے شہنشاہ کے ہاتھوں میں حکومت
نے تاج ہے مقصود نے ہے تاج وری بند

جس راہ سے ملتا ہے حسن آخری انعام
یہ لوگ اسے کرتے ہیں اللہ غنی بند

(حسن رھتاسی)

دعوت حق کے لئے پرحکمت طریق

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے قلم سے حضرت مسیح موعودؑ کا اثر انگیز تذکرہ:

"آپ کا یہ طریق تھا کہ حق کو آہستگی اور نرمی سے پھیلایا جاوے۔ حکیم محمد حسین صاحب نے جب مرہم عیسیٰ کے اشتہارات میں مسیح کے واقعہ صلیب سے بچنے اور وفات مسیح کا ذکر کر کے بہت سے اشتہارات چھوٹے اور بڑے اردو اور انگریزی میں چھپوائے اور انگریزوں کی گاڑیوں میں وہ اشتہار پھینکے تو ایک شور مچ گیا اور حکیم صاحب پر مقدمہ بن کر ان کو ایسے اشتہارات سے جج نے روک دیا۔ تب حضرت صاحب نے فرمایا:

"اگر حکیم صاحب آہستگی اور نرمی سے اپنا کام کرتے چلے جاتے تو بیسیوں سال تک بھی ان کو کوئی نہ روکتا"۔

(بدر قادیان ، ۱۱/ دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۸)

روزہ

روحانی ترقی کا ایک ایسا ذریعہ، جو تمام مذاہب میں مشترک ہے

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۴ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"فرماتا ہے۔ اے مومنو! تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزے رکھنے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح پہلی امتوں پر روزے فرض کئے گئے تھے۔

دنیا میں بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جو منفرد ہوتی ہیں، اکیلے انسان پر آتی ہیں اور وہ اُن سے گھبراتا ہے، شکوہ کرتا ہے کہ مَیں ان تکالیف کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جن میں سارے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ان تکالیف پر جب کوئی انسان گھبراتا یا شکوہ کا اظہار کرتا ہے تو لوگ اسے یہ کہہ کر تسلی دیا کرتے ہیں کہ میاں یہ دن سب پر آتے ہیں اور کوئی شخص یہ امید نہیں کر سکتا کہ وہ ان تکلیفوں سے بچ جائے۔ مثلاً موت ہے، موت ہر انسان پر آتی ہے۔ دنیا میں کوئی احمق سے احمق انسان بھی ایسا نہیں مل سکتا جو کہے کہ مَیں کوشش کر رہا ہوں کہ مجھ پر موت نہ آئے۔ موت اس پر ضرور آئے گی چاہے جلدی آ جائے یا دیر میں۔ پس کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کہہ کر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ روزے ایسی نیکی، ثواب اور قربانی ہیں جن میں سارے ہی ادیان شریک ہیں۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کیا ہے۔ پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ جس کے حصول کے لئے ساری قومیں کوشش کرتی رہی ہیں تم اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ اگر یہ کوئی نیا حکم ہوتا، اگر روزے صرف تم پر ہی فرض ہوتے تو تم دوسرے لوگوں سے کہہ سکتے تھے کہ تم اسے کیا جانو۔ تم نے تو اس کا مزہ ہی نہیں چکھا۔ لیکن وہ لوگ جو اس دروازہ میں سے گزر چکے ہیں اور جو اس بوجھ کو اٹھا چکے ہیں انہیں تم کیا جواب دو گے۔ لازماً مسلمانوں پر حجت انہی احکام میں ہو سکتی ہے جو پہلی قوموں کو بھی دئے گئے اور انہوں نے ان احکام کو پورا کیا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مسلمانو! تم ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں اور ساتھ ہی تمہیں بتا دیتے ہیں کہ روزے پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے اور انہوں نے اس حکم کو اپنی طاقت کے مطابق پورا کیا تھا۔ اگر تم اس حکم کو پورا کرنے میں سستی دکھاؤ گے تو وہ قومیں تم پر اعتراض کریں گی اور کہیں گی کہ ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے روزوں کا حکم دیا تھا اور ہم نے اسے پورا کیا۔ اب تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں تو تم اس حکم کو صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے۔ غرض مسلمانوں کی غیرت اور ہمت بڑھانے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے اور ان قوموں نے اپنی طاقت کے مطابق اس حکم کو پورا کیا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ روزوں کی شکل میں اختلاف تھا اور وہ اختلاف آج تک نظر آتا ہے۔ کہیں اس قسم کے روزے ہوا کرتے تھے جنہیں وصال کہتے تھے کہ درمیان میں سحری نہ کھانا۔ اس قسم کے روزوں میں صرف شام کے وقت روزہ کشائی کی جاتی اور دوسری سحری نہ کھا کر متواتر آٹھ پہر روزہ رکھا جاتا۔

کہیں ایسے روزے ہوتے کہ روزہ کشائی بھی نہ ہوتی اور تین تین، چار چار، پانچ پانچ دن متواتر روزہ رکھا جاتا۔

ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں لوگوں کو ہلکی غذا کھانے کی اجازت دی گئی ہے مگر ٹھوس غذاؤں سے منع کیا گیا ہے جیسے ہندوؤں یا عیسائیوں میں روزے ہوتے ہیں۔

ہندوؤں کے روزوں کے متعلق تو عام طور پر مشہور ہے کہ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز نہیں کھانی۔ اس کے علاوہ اگر وہ کئی سیر آم، کیلے اور نارنگیاں وغیرہ کھا جائیں تو ان کے روزہ میں فرق نہیں آتا۔ روٹی سالن کو چھوڑ کر باقی جو چیزیں چاہیں کھا لیں۔

پھر اس سے بھی آسان روزے رومن کیتھولک عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں۔ آخر انہوں نے بھی کسی مذہبی روایت کی بنا پر ہی یہ روزے رکھنے شروع کئے ہونگے۔ یا کسی حواری سے کوئی بات پہنچی ہو گی۔ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ گوشت نہیں کھانا۔ اگر آلو اُبال کر یا کدو کا بھرتہ بنا کر اس کے ساتھ روٹی کھا لیں تو ان کا روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ اگر گوشت کی بوٹی ان کے معدہ میں چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

پس روزوں کے متعلق بھی مختلف اقوام میں اختلاف پائے جاتے ہیں اور اپنے اپنے زمانہ میں ان احکام میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں بھی پوشیدہ ہو نگی۔ مثلاً جو قومیں کثرت سے گوشت کھانے والی ہوں وہ ان اخلاق سے رفتہ رفتہ محروم ہو جاتی ہیں جو سبزی کے استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی اخلاقی اصلاح کے لئے اور انہیں یہ بتانے کے لئے کہ سبزی بھی غذا میں ضروری ہوتی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے دیا ہو کہ ہفتہ میں کم از کم ایک دن تم پر ایسا آنا چاہئے جب تم گوشت نہ کھاؤ تو یہ نہایت پر حکمت روزہ ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام نے ہماری غذا کے متعلق یہ ایک عام حکم دے دیا ہے کہ گوشت بھی کھاؤ اور سبزیاں بھی کھاؤ۔ آگ پر پکی ہوئی چیزیں بھی استعمال کرو اور جنہیں آگ نے نہیں چھوا وہ بھی استعمال کرو۔ غرض ہماری غذا میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی احتیاطیں جمع کر دی ہیں۔ لیکن پہلی قوموں کے لئے ممکن ہے اس قسم کی احتیاطیں ناقابل برداشت پابندیاں ہوں اور ان کے اخلاق کی اصلاح کے لئے اس قسم کے روزے تجویز کئے گئے ہوں۔ مثلاً وہ قومیں جو جنگی ہوتی ہیں اور جن کا شکار پر گزارہ ہوتا ہے وہ ایک عرصہ تک گوشت کھانے کی وجہ سے ایسے اخلاق سے عاری ہو جاتی ہیں جو سبزی کھانے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دے دیا گیا ہو کہ وہ ہفتہ میں ایک دن گوشت کھانا چھوڑ دیں تو یقیناً یہ روزہ ان کے لئے بہت مفید تھا۔

پس پہلی قوموں میں روزے تو تھے مگر شکل وہ نہ تھی جو اسلام میں ہے۔ پس کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ میں جو مشابہت پہلے لوگوں کے ساتھ بیان کی گئی ہے وہ کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے نہیں بلکہ صرف فرضیت کے لحاظ سے ہے۔ یعنی کَمَا کُتِبَ سے یہ مراد نہیں کہ ویسے ہی روزے رکھتے تھے جیسے مسلمان رکھتے ہیں۔ یا اتنے ہی روزے رکھتے تھے جتنے مسلمان رکھتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان پر بھی روزے فرض تھے اور تم پر بھی فرض کئے گئے ہیں۔ گویا صرف فرضیت میں مشابہت ہے نہ کہ تفصیلات میں۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں "روزہ" کے ماتحت لکھا ہے:

It would be difficult to name any religious system of any description in which it is wholly unrecognised.

یعنی دنیا کا کوئی باقاعدہ مذہب ایسا نہیں ہے جس میں روزہ کا حکم نہ ملتا ہو بلکہ ہر مذہب میں روزوں کا حکم موجود ہے۔

یہود میں روزہ

چنانچہ اس بارہ میں سب سے پہلے ہم یہودی مذہب کو دیکھتے ہیں۔ تورات میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو انہوں نے چالیس دن رات کا روزہ رکھا اور ان ایام میں انہوں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

"سو وہ (یعنی موسیٰ) چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا"۔ (خروج باب ۳۴ آیت ۲۸)

اسی طرح احبار باب ۱۶ آیت ۲۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ کو ایک روزہ رکھنا یہود کے لئے ضروری قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ بنی اسرائیل ہمیشہ یہ روزہ رکھتے رہے اور انبیاء بنی اسرائیل بھی اس کی تاکید کرتے رہے۔ زبور میں حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں:

"مَیں نے تو ان کی بیماری میں جب وہ بیمار تھے ٹاٹ اوڑھا اور روزے رکھ کر اپنی جان کو دکھ دیا"۔ (زبور باب ۳۵ آیت ۱۳)

یسعیاہ نبی فرماتے ہیں:

"دیکھو تم اس مقصد سے روزے رکھتے ہو کہ جھگڑا رگڑا کرو اور شرارت کے مُکّے مارو۔ پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے ہو کہ تمہاری آواز عالم بالا پر سنی جائے"۔ (یسعیاہ باب ۵۸ آیت ۴)

دانی ایل فرماتے ہیں:

"مَیں نے خداوند کی طرف رخ کیا اور مَیں منت اور مناجات کر کے اور روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور راکھ پر بیٹھ کر اس کا طالب ہوا"۔

(دانی ایل باب ۹ آیت ۳)

یوایل نبی فرماتے ہیں:

"خداوند کا روزِ عظیم خوفناک ہے۔ کون اس کو برداشت کر سکتا ہے لیکن خداوند فرماتا ہے اب بھی پورے دل سے اور روزہ رکھ کر اور گریہ وزاری و ماتم کرتے ہوئے میری طرف رجوع لاؤ اور اپنے کپڑوں کو نہیں بلکہ دلوں کو چاک کر کے خداوند اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو کیونکہ وہ رحیم و مہربان قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے اور عذاب نازل کرنے سے باز رہتا ہے"۔

(یوایل باب ۲ آیت ۱۱ تا ۱۳)

عیسائیت میں روزہ

یہودیت کے بعد عیسائیت کو دیکھا جائے تو اس میں بھی روزوں کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ کے متعلق انجیل بتاتی ہے کہ انہوں نے چالیس دن رات کا روزہ رکھا۔ متی میں لکھا ہے:

"اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اُسے بھوک لگی"۔ (متی باب ۴ آیت ۲)

اسی طرح حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو ہدایت دی کہ:

"جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ اُن کو روزہ دار جانیں۔ مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا"۔

(متی باب ۶ آیت ۱۶ تا ۱۸)

اسی طرح ایک دفعہ جب حواری ایک بدروح کو نہ نکال سکے تو:

(ا) اُس کے شاگردوں نے تنہائی میں اس سے پوچھا کہ ہم اسے کیوں نہ نکال سکے تو اُس نے اُن سے کہا کہ یہ قسم دعا اور روزہ کے سوا کسی اور طرح نہیں نکل سکتی"۔ (مرقس باب ۹ آیت ۲۸-۲۹)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

(یہ آیت موجودہ اناجیل میں سے نکال دی گئی ہے)۔

بدروح نکالنا حواریوں کی ایک اصطلاح تھی۔ وہ بیماریوں اور مختلف قسم کی خرابیوں کو دیو کہا کرتے تھے اور حضرت مسیح ناصریؑ کے پاس آکر درخواست کیا کرتے تھے کہ یہ دیو نکال دیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ بیماریاں یا خاص قسم کی دماغی خرابیاں دور کردی جائیں ۔ اس قسم کے بعض بیمار تھے جن کا حضرت مسیح ناصری نے علاج کیا اور وہ اچھے ہوگئے۔ اور جب ایک موقعہ پر حواری ایک بدروح کو نہ نکال سکے تو آپ نے فرمایا کہ یہ دیو روزوں اور دعاؤں کے بغیر نہیں نکلتے ۔ **یعنی کمالات روحانیہ کا حصول روزوں اور دعاؤں کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔** لیکن یہ عجیب بات ہے کہ وہی مسیح ناصری جنہوں نے یہ کہا تھا کہ بڑی بڑی بیماریاں روزوں اور دُعاؤں کے بغیر نہیں نکل سکتیں انہی کی امت آج روزوں سے اتنی بے خبر ہے اور وہ اتنا کھاتے ہیں کہ شاید ایشیائی ہفتہ بھر میں بھی اتنا نہیں کھاتے جتنا وہ ایک دن میں کھا جاتے ہیں۔ پس انہوں نے روزہ کیا رکھنا ہے وہ تو روزوں کے قریب بھی نہیں جاتے ۔ سال بھر میں صرف تین دن ایسے ہوتے ہیں جن میں وہ روزہ رکھتے ہیں لیکن ہندوؤں کی طرح جیسے وہ روزہ میں صرف چولہے کی پکی ہوئی چیز نہیں کھاتے مثلاً وہ پھلکا نہیں کھائیں گے لیکن دودھ دو سیر پی جائیں گے ۔ عیسائی بھی صرف چند چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں باقی سب کچھ کھاتے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ روزے ہوگئے ۔ حالانکہ حضرت مسیح یہودیوں میں سے تھے اور یہودیوں میں روزہ بڑا مکمل ہوتا ہے اور پھر حضرت مسیح خود مانتے ہیں کہ کئی قسم کے دیو یعنی روحانی یا جسمانی بیماریاں ایسی ہیں جو روزہ رکھنے والے کی دعا سے دُور ہوتی ہیں، اس کے بغیر نہیں ہوتیں۔

ہندو مذہب میں روزہ

یہودیت اور عیسائیت کے بعد ہندو مذہب کو دیکھا جائے تو ان میں بھی کئی قسم کے برت پائے جاتے ہیں اور ہر قسم کے برت کے متعلق الگ الگ شرائط اور قیود ہیں جن کا تفصیلی ذکر ان کی کتاب ''دھرم سندھو'' میں پایا جاتا ہے ۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹینکا میں بھی ہندو اور جین مت کے روزوں کا ذکر کیا گیا ہے اور زرتشتی مذہب کے متعلق بھی لکھا ہے کہ کنفیوشس نے اپنے پیروؤں کو روزے رکھنے کی تلقین کی تھی۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد ۹ زیر لفظ Fasting)

غرض روزہ روحانی ترقی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جو تمام مذاہب میں مشترک طور پر نظر آتا ہے اور وہ تمام امتیں روزوں سے برکتیں حاصل کرتی رہی ہیں۔ بلکہ آج کل تو ایک نئی قسم کا روزہ نکل آیا ہے۔ اگر کسی سے جھگڑا ہوا تو کھانا پینا چھوڑ دیا۔ گاندھی جی نے انگریز کے مقابلہ میں اس قسم کے کئی برت رکھے تھے۔ بہر حال مذاہب کی ایک لمبی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اللہ **تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے جس کی اہمیت مذہبی دنیا میں ہمیشہ تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جس صورت میں اور جس شکل میں اسلام نے اس کو پیش کیا ہے وہ باقی مذاہب سے نرالی ہے۔**

اسلامی روزہ کا طریق

اسلام میں روزوں کی یہ صورت ہے کہ ہر بالغ عاقل کو برابر ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا حکم ہے سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص بیمار ہو اور اسے بیماری کا یقین ہو یا سفر پر ہو یا بالکل بوڑھا ہو اور کمزور ہو گیا ہو ۔ ایسے لوگ جو بیمار ہوں یا سفر پر ہوں ان کے لئے حکم ہے کہ وہ دوسرے اوقات میں روزہ رکھیں اور جو بالکل معذور ہو گئے ہوں ان کے لئے کوئی روزہ نہیں۔

روزہ کی صورت یہ ہے کہ پو پھٹنے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک انسان کوئی چیز نہ کھائے نہ پیئے، نہ کم نہ زیادہ اور نہ مخصوص تعلقات کی طرف توجہ کرے ۔ پو پھٹنے سے پہلے وہ کھانا کھالے تا کہ اس کے جسم پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے اور غروب آفتاب پر روزہ افطار کردے۔ صرف شام کو ہی کھانا کھا کر متواتر روزے رکھنا ہماری شریعت نے ناپسند کیا ہے۔

اس جگہ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُم کے متعلق ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف کسی قوم میں کسی رواج کا پایا جانا یا پہلوں میں کسی دستور کا ہونا اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ آئندہ نسلیں بھی ضرور اس کا لحاظ رکھیں۔ بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو پہلے لوگوں میں موجود تھیں لیکن دراصل وہ غلط تھیں۔ اور بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو آج لوگوں میں پائی جاتی ہیں حالانکہ وہ بھی غلط ہیں۔ پس محض اس وجہ سے کہ پہلی قومیں کوئی عبادت کرتی رہی ہیں یہ نتیجہ نکالنا کہ آئندہ بھی وہ کی جائے صحیح نہیں۔ قرآن کریم نے اس اعتراض کے وزن کو قبول کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی امتوں میں روزہ کا وجود اس کی فضیلت کی کوئی دلیل ہے بلکہ اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ تم پر یہ کوئی زائد بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ بلکہ پہلوں پر بھی یہ بوجھ ڈالا گیا تھا۔ پس یہ روزوں کی فضیلت کی دلیل نہیں بلکہ روزوں کی اہمیت کی دلیل ہے۔

(تفسیر کبیر از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ جلد دوم تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۳۷۰ تا ۳۷۲)

مجلس انصار اللہ بلجیم کا پانچواں سالانہ اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ بلجیم کا پانچواں سالانہ اجتماع مورخہ ۹، ۱۰ ار ستمبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ / اتوار بیت السلام برسلز میں منعقد ہوا۔

اس اجتماع کا افتتاحی اجلاس مکرم حامد محمود شاہ صاحب امیر جماعت بلجیم کی صدارت میں نماز عصر کے بعد تلاوت قرآن کریم اور اس کے فلیمش ترجمہ کے ساتھ ہوا ۔ بعدہ خاکسار صدر مجلس انصار اللہ بلجیم نے انصار کا عہد دہرایا۔ نظم کے بعد خاکسار نے مجلس انصار اللہ کی ایک مختصر جائزہ رپورٹ پیش کی جس کے مطابق اب خدا کے فضل سے انصار کی تعداد ۵۱ ہو گئی ہے اور امید ہے کہ بجٹ ایک لاکھ دس ہزار فرانک سے بڑھ کر دو لاکھ فرانک ہو جائے گا۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں اس اجتماع کے انعقاد پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کے حوالہ سے انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ افتتاحی اجلاس کے بعد علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم، نظم، اذان، تقریر اور حفظ قرآن کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس کے علاوہ عام دینی معلومات پر مشتمل ایک امتحانی پرچہ بھی ہوا۔ اکثر انصار تمام مقابلوں میں شامل ہوئے۔

انصار کے علم میں اضافہ کے لئے ایک مجلس سوال جواب بھی ہوئی جس میں انصار کی طرف سے معیاری سوال کئے گئے۔ ورزشی مقابلہ جات میں میوزیکل چیئر اور والی بال کا مقابلہ بھی ہوا جو بہت دلچسپ تھا۔

بروز اتوار شام پانچ بجے اختتامی اجلاس ہوا جو مکرم غلام نبی صاحب شاہد سابق مبلغ سلسلہ کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی ۔ اجتماع کے دوران باجماعت نمازوں کے علاوہ تہجد کی نماز بھی باجماعت ادا کی گئی اور نماز فجر کے بعد درس القرآن بھی ہوا۔ قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ انصار اللہ بلجیم کو ہر شعبہ میں ترقیات سے نوازے۔ آمین

(رپورٹ: عطاء ربی شیخ ۔ صدر مجلس انصار اللہ بلجیم)

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن

حال ہی میں اٹلی میں ایک نئی تحریک کا آغاز ہوا ہے جس کا نام ''دھیمے قصبے'' (Citta Slow) رکھا گیا ہے۔ اس میں فی الحال ۳۲ قصبے شامل ہوئے ہیں اور آغاز Greve کے قصبہ سے ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے اعلان میں کہا ہے کہ ہم موجودہ زمانہ کی تیز رفتاری اور گہما گہمی سے تنگ آچکے ہیں ۔ ہم اپنی روایتی زندگی کے رنگ ڈھنگ کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ایسے شہروں کے لئے نمونہ بننا چاہتے ہیں جو بے لگام جدید طرز زندگی کو اختیار کئے جا رہے ہیں۔

تحریک کے بانی کہتے ہیں کہ ہم پرانے روایتی طرز تعمیر کو برقرار رکھیں گے ۔ بدزیب جدید عمارتوں کو بننے نہیں دیا جائے گا۔ گھروں کے اوپر سے ایریل اتار کر مکان کے اندر کردئے جائیں گے۔ کاروں کے استعمال کو کم سے کم کر دیا جائے گا اور ان کی جگہ بجلی سے چلنے والی بسوں کو چلایا جائے گا۔ لوگوں کو پیدل چلنے اور سائیکل استعمال کرنے کی ترغیب دی جائے گی۔ سائیکلوں کو کرایہ پر مہیا کئے جانے کے مراکز قائم کئے جائیں گے ۔ ہم اگرچہ جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنی پرانی وضع قطع کو بھی برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ موجودہ دور میں زندگی اتنی تیز اور مصروف ہوگئی ہے کہ کوئی فارغ وقت ایسا نہیں ملتا جس میں عزیز و احباب ایک دوسرے سے ملاقات کر سکیں ۔ گھر میں کھانا پکا کر اہل خانہ اکٹھے مل کر کھانا ہی کھا سکیں ۔ کوئی سوچ بچار کر سکیں ، کوئی مطالعہ کر سکیں۔ بس یوں لگتا ہے کہ چاروں طرف سے ٹریفک ، شور اور فضائی آلودگی کے اندر محصور ہو چکے ہیں۔ سب شہر اور قصبے ایک جیسے لگتے ہیں۔ ہر جگہ وہی میکڈونلڈ ز، وہی کھانے پینے ، لباس اور جوتوں تک کے معروف اداروں کی شاخیں ملتی ہیں ۔ ایک زمانہ تھا کہ ہر شہر اور قصبہ کی اپنی انفرادیت ہوتی تھی جو اب ختم ہو چکی ہے۔ اٹلی کے ہزاروں شہر Los Vegas بن چکے ہیں۔ خوش قسمتی سے جو اب تک جدیدیت سے دستبرد سے بچ گئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم ان کی خو بو اور رنگ ڈھنگ ہی برقرار رہے۔ فی الحال یہ سکیم Tuscany ۔ Umbria اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں جاری کی گئی ہے۔

(مرسلہ : خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

☆ اِنٹرنیٹ کافے ☆

جدید کاروبار کا سنہری موقع

اگر آپ کے لیے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ اجنبی چیز نہیں ہیں اور اس کی بنیادی معلومات اور استعمال سے واقف ہیں۔ تو ہم آپ کو انٹرنیٹ میں سرمایہ کاری کا بہترین موقع فراہم کرسکتے ہیں۔ یورپ کے کسی بھی شہر میں ہمارے تعاون سے

Internet Café

کھولنے کے لیے فوری رابطہ کریں :

اردو، انگلش اور جرمن زبان میں معلومات کے لیے ہمارے ہوم پیج ملاحظہ کیجیے

اردو http://www.mubi.com/urdu انگلش http://www.mubi.com/icafe جرمن http://www.mubi.de/icafe

☎(0049)7071793441(0049)7121337985Fax:(0049)7121337852

Mubi Internet Services GmbH.Duerrstr. 38 72070 Tuebingen. Germany

خطبہ جمعہ

کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہٖ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔

اعجاز کی بعض اقسام بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت کے روح پرور واقعات پر مشتمل صحابہ رضوان اللہ علیہم کی بیان فرمودہ مختلف روایات کا ایمان افروز تذکرہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۶؍ اکتوبر ۲۰۰۰ء ۶؍ اخاء ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔
﴿هُوَالْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ .فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔
(سورۃ المومن:۶۶)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی روایات میں سے سب سے پہلی روایت حضرت چوہدری امیر خان صاحب سکنہ اہرانہ تحصیل و ضلع ہوشیارپور کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: "مسمی مہتاب خان جو ایک کھڑ پنچ تھا اور کچھ معمولی نوشت و خواند کی وجہ سے پرلے درجے کا مغرور اور ہمہ دانی کا مدعی تھا میری مخالفت پر تل گیا اور زبان درازی میں حد سے گزر گیا مگر میں صبر سے کام لیتا رہا۔ آخر کار اس کے کنبہ میں طاعون پھوٹ پڑی اور اس قدر تباہی ہوئی کہ بہو اور بھرجائی (بھابھی) اور جوان لڑکا جو ایک ہی تھا وہ سب کے سب چند دنوں میں پلیگ کا شکار ہو گئے اور کوئی روٹی پکانے والا بھی نہ رہا۔ اس کی ایک لڑکی جو نزدیک ہی دوسرے گاؤں میں بیاہی ہوئی تھی اس سے جا کر وہ روزانہ روٹی کھاتا مگر شریکوں کے روٹی کھانا اس کے لئے موت سے بدتر تھا۔ مہتاب خان مذکور کی عمر اس وقت ساٹھ سال سے کچھ اوپر ہو گی اور جائیداد غیر منقولہ صرف ڈیڑھ گھماؤں کے قریب باقی ہو گی۔ ایک دن صبح کے وقت نماز فجر کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ دیکھو میری حالت کیا ہے اور کعبہ کی طرف ہاتھ کر کے کہنے لگا کہ مجھے کوئی مرزا صاحب سے عناد نہیں۔ پہلے انبیاء معجزات دکھاتے آئے ہیں مگر مرزا صاحب بھی مجھے کوئی معجزہ دکھائیں تو مجھے مان لینے میں کیا عذر ہے۔ وہ دعا کریں اگر میری شادی ہو جائے اور گھر آباد ہو جائے تو مَیں آپ کو مان لوں گا۔ مجھے اس کی اس حالتِ زار پر رحم آ گیا۔ مَیں نے اسی روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں خط لکھا کہ ایک شخص اس طرح کہتا ہے حضور دعا فرمائیں کہ اس کی شادی ہو جائے ممکن ہے کہ وہ اس طریق سے نجات پا جائے۔ حضور نے خط کے جواب میں مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم سے تحریر فرمایا کہ دعا کی گئی، وہ بھی توبہ استغفار کرے۔ خدا قادر ہے کہ وہ کام بنا دے مگر سعید لوگوں کا کام معجزات طلب کرنا نہیں۔ معجزات تو بہت سے ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس خط و کتابت کے وقت جماعت اہرانہ کا موجودہ سیکرٹری چوہدری محمد عثمان خان صاحب ابھی احمدی نہیں ہوا تھا اس کو اور اس کے بھائی شیر محمد خان صاحب احمدی کو اس خط و کتابت کا علم تھا۔

جب اس خط پر کچھ عرصہ گزرا تو اس کی شادی باوجود بڑھاپے اور عدم موجودگی جائیداد کے موضع لڑیوالہ ضلع جالندھر میں ہو گئی مگر مَیں نے اس پر بھی اسے اس کا اقرار یاد نہیں دلایا۔ پھر جب اس کی اس پیرانہ سالی میں لڑکا پیدا ہوا تب میں نے اسے اپنے حلقہ پٹوار سے بذریعہ تحریر اس کا عہد اسے یاد کرایا جس پر اس نے عثمان خان وغیرہ کے پاس مذکورہ بالا امور سے لاعلمی ظاہر کی اور سب باتوں سے انکار کر دیا۔ اس پر عثمان خان نے جو اس کا غایت درجہ کا معتقد تھا اس کا اس حقیقت سے انکار دیکھ کر حضور علیہ السلام کی بیعت اختیار کر لی مگر مَیں نے یہ حالت دیکھ کر پھر مہتاب خان کو ایک تبلیغی خط لکھا جس کے آخر پر حضور کا یہ الہامی شعر تحریر تھا ۔

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے   بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

خدا کی شان میرے اس خط کے بعد مہتاب خان اپنے لڑکے کو گود میں اٹھائے اپنے پیر کے پاس کھڑا تھا کہ عثمان نے مذکورہ بالا قصہ کو دہرایا جس پر مہتاب خان نے اپنے پیر کے روبرو کہا کہ اگر یہ واقعہ درست ہے تو مَیں اس لڑکے سے جاؤں۔ آخر چند دن کے اندر وہ لڑکا فوت ہو گیا اور ایک قرض خواہ نے خرچ خوراک رکھ کر مہتاب خان کو قید کروا دیا۔ ماسوا اس کے ایک اور ذلت اس سے بھی بڑھ کر اس کو پیش آئی جس سے وہ مارے ندامت کے کئی دنوں لوگوں سے روپوش رہا اور وہ ایسی ذلت تھی جس کے اظہار سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ جب مرور زمانہ کی وجہ سے اس رسوائی اور ذلت سے منہ باہر نکالا تو اس کی بیوی فوت ہو گئی۔ (روایت حضرت امیر محمدخان صاحب رجسٹر روایات نمبر۱ صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۹)

دوسری روایت حضرت میاں جان محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سکنہ ہیلاں ضلع گجرات کی ہے۔ ایک رات ہم دونوں یعنی مولوی صاحب (یعنی ان کے چچا مولوی فضل الرحمٰن صاحب) اور یہ عاجز یہاں قادیان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ دوسرے دن یہاں سے پیدل چل کر گورداسپور میں بوقت گیارہ بجے دن پہنچے۔ گورداسپور میں حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر ہم دونوں چچا بھتیجا نے بیعت کی۔ میری عمر اس وقت غالباً چوبیس سال تھی۔ الحمد للہ کہ مَیں نے حضور علیہ السلام کی زیارت اس کے بعد بھی سال بہ سال کی ہے۔ چنانچہ جب پہلی دفعہ زیارت گورداسپور میں کی تھی اس وقت میرے چچا مولوی فضل الرحمٰن صاحب مرحوم کی پہلی اولاد جو جوان تھی دو لڑکے اور ایک لڑکی طاعون کے دنوں میں فوت ہو گئے تھے اور میرے چچا صاحب نہایت ہی پریشان رہتے تھے اور آئندہ اولاد سے بالکل ناامیدی ہو چکی تھی۔

اس لئے میرے چچا صاحب مرحوم نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں نہایت عاجزی سے عرض کی کہ حضور میرے لڑکے فوت ہو گئے ہیں اور اب مجھے کوئی امید نہیں ہے آپ دعا فرماویں۔ اس وقت کے الفاظ جو حضرت صاحب نے فرمائے تھے میرے کانوں میں اب تک گونج رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ گھبراویں نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو نعم البدل عطا کرے گا اور آپ کلمہ استغفار پڑھا کریں۔ چنانچہ ہم دونوں دو دن گورداسپور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں رہ کر اور حضور سے رخصت لے کر واپس اپنے وطن ہیلاں ضلع گجرات میں چلے آئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل میرے چچا مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے ہاں اسی سال میں دس ماہ کے بعد لڑکا پیدا ہوا چنانچہ میرے چچا کے ہاں تین لڑکے ہوئے جو خدا کے فضل سے اس وقت بھی موجود ہیں۔

(روایت حضرت میاں جان محمد صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر۶ صفحہ ۱۲، ۱۳)

روایت حضرت مدد خان صاحبؓ۔ "مَیں نے قادیان میں رہنے کا ارادہ کر لیا۔ میرا یہاں پر ہر روز یہی معمول ہو گیا کہ ہر روز ایک لفافہ دعا کے لئے حضور کی خدمت میں آپ کے در پر جا کر کسی کے ہاتھ بھجوا دیا کرتا تھا مگر دل میں یہی خطرہ رہتا کہ کہیں حضور میرے اس عمل سے ناراض نہ ہو جائیں اور اپنے دل میں محسوس نہ کریں کہ یہ ہر وقت ہی تنگ کرتا رہتا ہے۔ لیکن میرا یہ خیال غلط نکلا۔ وہ اس لئے کہ ایک روز حضور نے مجھے تحریراً جواب میں فرمایا کہ تم نے یہ بہت ہی اچھا رویہ اختیار کر لیا ہے کہ تم مجھے یاد کرتے رہتے ہو جس پر مَیں بھی آپ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہتا ہوں اور انشاء اللہ پھر بھی کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور ہی دین و دنیا میں کامیاب کرے گا اور خدا آپ پر راضی ہو جائے گا اور آپ کی شادی خدا ضرور ہی کرا دے گا۔ آپ مجھے یاد دہانی کراتے رہا کرو۔ مَیں آپ پر بہت خوش ہوں۔

خاکسار نے حضور کی اس تحریر کو شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم کو دکھایا اور کہا کہ حضور نے آج خاکسار کو یہ تحریر فرمایا ہے اور پھر کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ مَیں نے تو کبھی بھی کسی موقع پر حضور کو اپنی شادی کرنے یا کرانے کے بارہ میں اشارہ تک نہیں کیا۔ اس پر شیخ صاحب ہنس کر کہنے لگے کہ اب تو تمہاری شادی بہت ہی جلد ہونے والی ہے کیونکہ حضور کا فرمایا خالی نہیں جایا کرتا۔ آپ تیار ہی رہیں۔ خدا شاہد ہے کہ حضور کے اس فرمانے کے بعد قریباً دو ماہ کے اندر اندر میری شادی ہو گئی۔ اس سے پہلے میری کوئی بھی کسی جگہ شادی نہیں ہوئی تھی۔ میری دو شادیاں حضور ہی نے کرائی تھیں ورنہ مجھ جیسے پردیسی کو کون پوچھتا تھا۔ یہ محض حضور ہی کی خاص مہربانی اور نظر کرم تھی کہ آپ کے طفیل میری شادیاں ہوئیں۔ کہاں مَیں اور کہاں یہ عمل۔ (رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۹۶، ۹۷)

روایت حضرت محمد رحیم الدین احمدی صاحبؓ۔ "جون ۱۸۹۴ء میں جب مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کی اس وقت گرمی کے دن تھے۔ میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی تھی۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہے میرے واسطے دعا فرمائیں۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب نے لکھا کہ ہم نے دعا کی ہے تم برابر استغفار اور درود شریف کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔ اس دن سے ہمیشہ وقت پر آنکھ کھل جاتی رہی۔ آج تک صبح کی نماز کبھی قضا نہیں ہوئی سوائے شاذ و نادر سفر یا بیماری کے وقت کوئی نماز قضا ہو گئی ہو۔ یہ استجابت دعا کا نشان ہے اور میرے لئے ایک معجزہ ہے"۔

(روایت حضرت محمد رحیم الدین صاحب احمدیؓ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۴۳)

روایت ماسٹر نذیر حسین صاحب مرہم عیسیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر والدم بزرگوار حکیم محمد حسین صاحب نے دوائی مرہم عیسیٰ کو تیار کیا اور اس کا اشتہار اس زمانہ میں بڑے پیمانہ پر دیا۔ جس کے نتیجہ میں عیسائیوں کی طرف سے ایک سنگین مقدمہ والد صاحب پر بنایا گیا۔ حضور اس مقدمہ میں کامیابی کے لئے دعا کرتے رہے۔ مقدمہ کی مختلف عدالتوں میں سماعت ہونے کے بعد آخر یہ مقدمہ پنجاب چیف کورٹ (جو آج کل ہائی کورٹ ہے) لاہور میں مقدمہ چلایا گیا اور سخت خدشہ لاحق ہو گیا کہ والد صاحب کو اس مقدمہ میں کوئی سخت سزا نہ ہو جائے۔ ایک دن مقدمہ کی پیشی کے بعد جب دادا صاحب میاں چراغ دین صاحب مرحوم بھی حالات مقدمہ سے متاثر ہو کر سخت غمگین ہو گئے تھے اور تمام خاندان میں رونا پیٹنا ہو رہا تھا والدم بزرگوار حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور کی طبیعت اس دن سخت ناساز تھی مگر حضور نے والد صاحب کو اس دن ٹھہرا لیا اور بہت دعا فرمائی۔ آخر حضور نے والدم بزرگوار کو لکھ کر بھیج دیا کہ آپ کے مقدمہ کے متعلق مجھے الہام ہوا ہے کہ "حسین کو ٹیپوؤں کے شر سے بچایا گیا ہے"۔ اس لئے آپ اس مقدمہ کے متعلق فکر نہ کریں۔ آپ عیسائیوں کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مقدمہ کے تمام خطرات دور ہو کر خدا نے ہمیں اس مقدمہ میں کامیابی دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک"۔

(رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۶۰، ۶۱)

روایت حضرت بھائی محمود احمد صاحبؓ ولد حکیم پیر بخش صاحب:۔ "ایک دفعہ امساک باراں سے لوگ بہت پریشان ہوئے۔ کئی دوست چاہتے تھے کہ حضور کی خدمت میں نماز استسقاء کے واسطے عرض کی جاوے۔ چنانچہ ایک دوست نے نماز استسقاء کے واسطے عرض کی۔ حضور نے ارشاد فرمایا اچھا کل جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا۔ چنانچہ دوسرے روز بارش کا سلسلہ شروع ہوا جو متواتر سات دن لگاتار رہا حتی کہ لوگ تنگ آگئے کہ الٰہی اب بارش بند کر"۔

(روایت حضرت بھائی محمود احمد صاحبؓ رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۸ صفحہ ۸۰)

ایک روایت حضرت شیخ احمد دین صاحب ولد شیخ علی محمد صاحب ڈنگویؓ۔ "میرے والد صاحب قبلہ شیخ علی محمد صاحب ڈنگوی مدت پہلے کے احمدی تھے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ۱۸۹۷ء میں قادیان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچایا جس کی تفصیل یہ ہے کہ میرے خیالات بری مجلس کی وجہ سے بدل گئے اور عیسائی ہونے والا تھا۔ میرے والد صاحب کو معلوم ہونے پر مجھے انہوں نے قادیان پہنچا دیا اور میرے دادا صاحب مجھے ساتھ لائے اور حضرت صاحب کی خدمت بابرکت میں پیش کرنے کے بعد عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں اور خاص خیال فرماویں۔ حضرت مآب نے میری طرف بغور دیکھا اور فرمایا کہ ہم دعا کریں گے اور فرمایا کہ ان کو مولوی صاحب مولانا نورالدین صاحب کے سپرد کر دو۔ دن بدن میرے خیالات بدل گئے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کا ہی نتیجہ ہے۔ ہمیشہ مجھ غریب کے ساتھ محبت فرماتے رہے۔

جس لڑکے نے مجھے عیسائیت کی ترغیب دی تھی مجھے اس کے ساتھ بہت محبت تھی۔ ایک دفعہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ یہ بھی مسلمان ہو جائے۔ حضور نے فرمایا ہم دعا کریں گے چنانچہ کچھ دنوں کے بعد وہ بھی مسلمان ہو گیا۔

(روایت حضرت شیخ احمدالدین صاحبؓ۔ رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

حضرت بابو اکبر علی صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر کی ایک لمبی روایت میں سے صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا لیا گیا ہے۔ "کل کی رات میں میری بیوی نے ایک خواب دیکھا تھا کہ اس کو خلاف معمول طور پر بڑے بڑے سیب اور بڑے بڑے انار اور آم کے پھل ملتے ہیں۔ حضرت کے حضور اس خواب کی تعبیر کے لئے لکھا گیا۔ آپ نے فرمایا "یہ نیک اولاد کی بشارت ہے"۔ حضور کی دعا کی برکت سے ایسے مقام پر جہاں ہمیں کسی قسم کی لیڈی ڈاکٹر یا دایہ میسر نہ تھی اللہ تعالیٰ نے وضع حمل میں ہر طرح سے آسانی پیدا فرما دی اور اس حمل سے میرا دوسرا بچہ محمد کرامت اللہ پیدا ہوا جو ایم۔ ایس۔ سی ہے اور موصی ہے۔ (رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱)

روایت حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "میرے گھر میں بیماری اٹھرا تھی۔ میں بمع بال بچے کے دارالامان آیا کہ وہاں جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے دوائی کریں۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضور باغ میں تشریف لے گئے تو سب موجود احمدیوں کے اور حضرت جی کے گھر کے آدمی ہمراہ تھے حضور نے مالی سے فرمایا کہ شہتوت توڑ کر لاؤ کہ یہ سب کھاویں۔ میرے گھر والے خود شہتوت پر چڑھ کر اپنے ہاتھ سے تھوڑے سے شہتوت توڑ کر لائی اور حضرت جی کے سامنے رکھ دئے تو حضور نے فرمایا کہ مالی والے صاف نہیں اور یہ صاف ہیں تو حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ یہ غلام نبی کی بی بی ہاتھ سے توڑ کر آپ کے لئے لائی ہے تو حضور نے اوپر دیکھا اور فرمایا کہ خدا اس کو بیٹا دے۔

مَیں شہر میں مولوی صاحب کے مطب میں بیٹھا تھا کہ مولوی صاحب روٹی کھا کر گھر سے آئے اور مجھ کو مبارکباد دی کہ اب کوئی دوائی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حضور نے یہ لفظ فرمائے ہیں خدا اس کو بیٹا دے جو پورے ہونگے۔ پھر دو چار یوم کے بعد مَیں نے رخصت طلب کی اور روانہ ہونے کے لئے حضور سے مصافحہ کیا تو حضور وداع کرنے کو ہمراہ آئے۔ جب یکہ پر چڑھنے لگا تو حضور نے فرمایا کہ واپس چلو، چند یوم اور رہ جاؤ۔ مَیں نے یکہ والے کے متعلق کہا تو فرمایا کہ دو چار آنے ہم اس کو دے دیں گے راضی ہو جاوے گا۔ خیر واپس آئے اور چند یوم رہے۔ پھر مَیں نے اجازت طلب کی کہ حضور جانے کو دل نہیں چاہتا مگر شراکت کی تجارت ہے۔ پھر مَیں راولپنڈی آگیا۔ تھوڑی مدت کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ وہ ڈیڑھ سال کا ہو کر فوت ہو گیا تو مَیں نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ حضور یہ لڑکا تو آپ کا معجزہ تھا اور امید تھی کہ بڑی عمر والا اور سعادت مند ہو گا۔ حضور نے جواب میں خط لکھا جو اب تک میرے پاس موجود ہے کہ اس کے مرنے پر تو صبر کر کے اجر حاصل کرو اور دوسرے کی انتظار کرو۔ پھر مَیں نے ساری برادری کو برملا سنا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دوسرا آ ہی گیا۔ پھر وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام کرم الٰہی ہے اور اب زندہ ہے خدا اس کو سعادت مند اور بڑی عمر والا بنائے۔

(روایت سیٹھی غلام نبی صاحب رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۳۳۴، ۳۳۵)

روایت حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحبؓ کارکن دفتر الفضل:۔ "ایک دفعہ کا ذکر ہے مَیں بہت سخت بیمار ہو گیا۔ ان ایام میں حضرت صاحب کے مکان میں رہا کرتا تھے۔ گول کمرہ کے سامنے والے کمرہ میں۔ کوئی بچنے کی امید نہیں تھی۔ میرا علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاول نیز مفتی فضل الرحمٰن

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 020-8265-6000

صاحب کیا کرتے تھے۔ انہی ایام میں حضرت صاحب کو الہام ہوا تھا کہ ایک مردہ کمبل میں لپیٹا گیا۔ میرے اوپر سیاہ کمبل تھا اس لئے عام چرچا تھا کہ یہ الہام اس پر پورا ہو گا۔ ادھر حضرت صاحب فرماتے تھے کہ میں دعا کرتا ہوں عبدالرحمٰن اچھا ہو جائے گا۔ آخر ایک روز میرے والدین نے آنسو بہا چکنے کے بعد یہ سمجھ لیا کہ اب یہ مر گیا ہے۔ خدا کی شان آدھی رات گزرنے کے بعد میرے مردہ جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو میرے والدین سجدۂ شکر بجا لائے اور مَیں خدا کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے اچھا ہو گیا اور اب تک زندہ ہوں۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۵ صفحہ ۱۲۰،۱۲۱)

روایت حضرت مدد خان صاحبؓ:۔ ”میری بیوی حضور کے ہاں ملنے چلی گئی۔ اس کے جانے کے تین چار دن کے بعد مَیں بیمار ہو گیا۔ میری بیماری کی خبر کسی نے ام المومنین کی خدمت میں بھی پہنچا دی جس کی اطلاع پاتے ہی حضرت ام المومنین نے میری بیوی کو میری بیماری کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تُو جلدی چلی جا۔ اتنے میں حضور بھی باہر سے اندر تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ اب تک عصر کا وقت ہو گیا ہے۔ کل ہم جب سیر کے لئے رتھ میں جائیں گے تو اس کو بھی اپنے ساتھ رتھ میں بٹھا کر لے جائیں گے جس پر حضرت ام المومنین نے حضور کو فرمایا کہ حضور کلثوم کو ابھی رخصت کر دینا ضروری ہے کیونکہ مَیں نے سنا ہے کہ مدد خان بہت بیمار ہے اس لئے اس کا ابھی چلے جانا ضروری ہے۔ تب حضور نے اسی وقت میری بیوی کو جانے کی اجازت دے دی اور رتھ کے ساتھ غوث بی بی زوجہ نور محمد صاحب خادم کو اس کے ہمراہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جا کر کلثوم کو پہنچا آ اور ساتھ ہی فرمایا کہ کلثوم! فکر نہ کریں انشاء اللہ سب ہی خیر ہو گی۔ مَیں بھی دعا کروں گا انشاء اللہ خدا تعالیٰ رحم کرے گا۔ یہ لو خربوزہ جا کر مدد خان کو دے دینا خدا شفا دے گا۔

وہ خربوزہ میری بیوی نے مجھے آ کر دے دیا اور کہا کہ حضور نے یہ خربوزہ آپ کے لئے بھیجا ہے۔ مَیں نے کہا کہ حضور نے میرا نام لے کر یہ خربوزہ تم کو دیا تھا۔ جس پر میری بیوی نے کہا ہاں یہ خربوزہ حضور نے آپ کا ہی نام لے کر آپ کے لئے بھیجا ہے اور ساتھ ہی فرمایا تھا کہ یہ خربوزہ وہ کھا لیں اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے گا۔ مَیں نے وہ خربوزہ اپنی بیوی سے لے کر کھا لیا۔ وہ خربوزہ وزن میں کوئی تین پاؤ کے قریب ہو گا۔ خربوزہ کھاتے ہوئے مَیں نے اپنی بیوی سے کہا کہ حضور کا یہ تبرک مَیں اکیلا ہی تمام کا تمام کھاؤں گا اور کسی کو بھی نہ دوں گا۔ اس پر میری بیوی نے کہا کہ حضور نے بھی یہی فرمایا تھا کہ میرا تبرک اپنے میاں کو دینا اور ان کو کہنا کہ تبرک کھا لیں خدا شفا دے گا۔ پھر کہنے لگی کہ ہم نے تو بہت خربوزے کھائے ہیں۔ یہ حضور نے صرف آپ ہی کے لئے دیا ہے۔ مَیں نے وہ خربوزہ سب کا سب کھا لیا جس کے کھانے پر میری شدید سر درد جاتی رہی اور میری بیماری بھی دور ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک بندے اپنے مبارک ہاتھوں میں شفا کا اثر اور دعا میں شرف قبولیت رکھتے ہیں۔(رجسٹر روایات نمبر ۴ صفحہ ۹۴،۹۵)

روایت حضرت عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجر قادیان:۔ ”۱۹۰۵ء میں حضور دہلی سے تشریف لا رہے تھے اور لدھیانہ میں حضور کا لیکچر ماہ رمضان میں ہوا۔ لوگوں نے بڑی خوشی سے سنا۔ اس وقت عاجز سمرالہ سے لدھیانہ پہنچ گیا تھا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بیوی کو عرصہ چار سال سے حمل کے نشانات ہیں اور پیدا کچھ نہیں ہوا۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مرض سے نجات دے۔ حضور نے فرمایا بہت اچھا ہم دعا کریں گے۔ اس دعا کے نتیجہ میں لڑکا پیدا ہوا حضور کو نام کے واسطے خط لکھا گیا۔ حضور نے اس لڑکے کا نام عبدالعزیز رکھا“۔

(رجسٹر روایات نمبر ۵ صفحہ ۱۵۶،۱۵۷)

روایت حضرت محمد رحیم الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ ”۱۹۰۱ء میں میری لڑکی کو سخت کھانسی ہوئی۔ کئی ڈاکٹروں سے دوائیں کھلائیں آرام نہیں آیا۔ مَیں نے حضرت صاحب کے حضور عرض کیا جس کا حضور نے مجھے جواب بھجوایا کہ ہم نے دعا کی ہے انشاء اللہ آرام ہو جاوے گا تم درود شریف اور استغفار پڑھتے رہو۔ اتفاقاً ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ایک نسخہ انگریزی میں لکھ کر بھیج دیا اس کو دیتے ہی آرام ہو گیا۔ یہ حضور کی دعا سے آرام ہوا۔(رجسٹر روایات نمبر ۵ صفحہ ۱۶۲)

روایت حضرت میاں چراغ دین صاحب سکنہ قادر آباد نواں پنڈ:۔ ”میرے والدین نے بیعت شروع ایام میں ہی کی ہوئی تھی اور مَیں نے ان حالات کے بعد مسجد اقصیٰ میں بیعت کی اور تھوڑے عرصہ بعد میرا بھائی سخت بیمار ہو گیا۔ آج کل جو اماں جان کی کوٹھی کے پاس والا راستہ ہے وہاں سے گزر رہے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی ساتھ تھے اور میری والدہ نے مجھے کہا کہ جاؤ اور مولوی صاحب سے کہہ دو کہ ہمارے گھر سے ہو کر جاویں کیونکہ میرا لڑکا سخت بیمار ہے۔ اور میں دوڑا ہوا گیا ان کے آگے راستہ میں کھڑا ہو گیا تو حضور بھی تشریف لے آئے اور بائیں ہاتھ کی طرف مولوی صاحب تھے۔ جب مولوی صاحب نے مجھ کو دیکھا تو جلدی سے میرے پاس آ کر پوچھا کہ کیا بات ہے تو مَیں نے بتا دیا۔ تو انہوں نے کہا تم جاؤ ہم آتے ہیں۔ اس کے بعد مولوی صاحب حضور کو دوڑ کر ملے۔ کیونکہ حضور کی رفتار تیز ہوتی تھی لیکن معلوم نہیں ہوتی تھی.......... اور حضور کے ساتھی دوڑ دوڑ کر ملا کرتے تھے ہم نے کئی دفعہ دیکھا ہے۔

پھر مَیں گھر کو واپس چلا آیا تو تقریباً میل کا فاصلہ طے کر کے ہمارے پاس آ گئے اور ہم نے پہلے سے چارپائی بچھائی ہوئی تھی تو میری والدہ لڑکے کو لے کر آگے کھڑی ہو گئی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پاؤں چارپائی پر رکھا اور لڑکے کے سر پر پیار دیا اور ہماری والدہ کو کہا کہ مائی جی لڑکے کو آرام ہے فکر مت کرو اور مولوی صاحب سے کہا کہ دوائی لگا دو۔ اس کے بعد حضور شہر کو چلے آئے۔ حضور کے چلے جانے کے پندرہ منٹ بعد آرام ہو گیا۔ اس کے بعد مَیں مولوی صاحب کے پاس دوائی لینے کے لئے گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ بچے کا کیا حال ہے۔ مَیں نے کہا اب آرام ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور کی زبان سے دعا نکلتے ہی لڑکے کو خدا تعالیٰ نے آرام دے دیا تھا“۔

(روایت حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۲ صفحہ ۳۶،۳۷)

ایک روایت حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ ابن میاں کرم دین صاحب سکنہ راجیکی ضلع گجرات کی ہے۔ ”حافظ آباد کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے وہاں ایک شخص الٰہی بخش رہا کرتا تھا اسے ایک دفعہ بعض احمدیوں نے قادیان لانے کے لئے تیار کیا۔ وہ تیار ہو گیا۔ بٹالہ اترتے ہی پہلے اسے بخار آ گیا۔ بخار کی حالت میں ہی وہ بٹالہ سٹیشن پر اترا۔ آگے مولوی محمد حسین بٹالوی ملا اس نے دیکھا کہ یہ شخص بخار کی حالت میں قادیان جا رہا ہے۔ اس نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اگر مرزا صاحب سچے ہوتے تو پھر تجھے رستہ میں ہی بخار نہ ہو جاتا اور کہا کہ وہاں تو دکانداری ہے وہاں ہرگز مت جانا۔ مگر اس نے کہا کہ ایک دفعہ تو ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ وہ قادیان آیا۔ حضرت اقدس کی مجلس میں بیٹھا ہی تھا کہ حضور نے فرمایا ہمارے بعض مخالف یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں دکانداری ہے۔ بے شک یہ دکان ہے مگر یہاں خدا اور اس کے رسول کا سودا ملتا ہے۔ یہ بات سن کر اس کی آنکھیں کھل گئیں اور ایمان تازہ ہوا اور معاً تیز بخار بھی اتر گیا۔(رجسٹر روایات نمبر ۱۲ صفحہ ۱۴۰)

روایت حضرت شیخ احمد دین صاحبؓ:۔ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوستوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ گول کمرہ میں کھانا کھایا کرتے تھے، بعض دفعہ مسجد مبارک میں۔ پھر حضور کسی وجہ سے اندر کھانا کھانے لگ گئے۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سخت بیمار ہو گئے، ان کی زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بھی فرمایا کہ اب امید نہیں حالانکہ یہ ان کی طبیعت کے برخلاف بات تھی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ بابرکت میں دعا کے لئے عرض کی گئی حضور کی دعا سے بھائی صاحب کو دن بدن صحت ہونی شروع ہو گئی“۔

(روایت حضرت شیخ احمد دین صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۱۰۸)

روایت حضرت سید شاہ عالم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ ”ایک دفعہ صوفی صاحب کو بخار ہو گیا۔ مَیں اور میری والدہ حضور کی خدمت میں گئے۔ حضرت صاحب کتب خانہ کے بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے۔ میاں بشیر احمد صاحب کے مکان کو جو گلی جاتی ہے دوسری بازار کو جاتی ہے رستہ میں جو سیڑھیاں اوپر کو چڑھتی ہیں نیچے جو دروازہ تھا اسی میں کتب خانہ ہوتا تھا اور میر مہدی حسین صاحب مہتمم تھے۔ اس کے اوپر جو بالاخانہ ہے اور گلی کی طرف کھڑکی ہے اس میں حضور بیٹھے تھے اور اپنی لکھائی کا کام ہر وقت کرتے رہتے تھے۔

میری والدہ نے عرض کی کہ حضرت صاحب! صوفی صاحب کو بخار ہو گیا ہے۔ حضور فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے گھبراہٹ تو بہت نہیں ہوتی؟ پیاس کا کیا حال ہے؟ اور دیگر حالات

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ھیں

آج ھی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

پوچھے۔ میری والدہ کو بہت تسلی دی اور ننگے سر اور ننگے پاؤں حضور بیوی صاحبہ کے کمرہ کی طرف آگئے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جون کے دن تھے اور دو بجے دوپہر کا وقت تھا، زمین سخت تپ رہی تھی لیکن حضور نے کوئی پرواہ نہ کی اور بیوی صاحبہ کو آکر فرمایا کہ بیوی صاحبہ صوفی صاحب کو بخار ہوگیا ہے، ان کی بیوی آئی ہیں جلدی کیجئے ان کو عرق گلاب اور آلو بخارا دیجئے۔ کوئی خدمت گار گئی اور ایک بوتل عرق گلاب جو بہت عمدہ تھا اور آلو بخارے کا تھیلا نیچے گودام سے لے آئی۔ حضور کے ہاتھ میں وہ بوتل دی۔ حضور نے وہ بوتل اسی طرح پوری بھری ہوئی میری والدہ کے ہاتھ میں دے دی اور آلو بخارے کا تھیلا اس عورت کے ہاتھ میں تھا۔ مجھے فرمایا بچے اپنی جھولی کرو میں نے کرتہ پھیلا دیا۔ حضور نے تھیلے کا منہ کھول کر اور دونوں ہاتھ بھر کر یعنی ایک لپ میرے کرتہ میں ڈال دی اور فرمانے لگے کہ عرق گلاب آدھ پاؤ کسی پیالے میں ڈال کر پندرہ دانے آلو بخارا ڈال کر تھوڑی دیر رکھ چھوڑو پھر چھان ملا کر میٹھا ملا کر پلا دو واللہ شفا دے گا۔ صوفی صاحب کو میرا سلام علیکم کہہ دینا۔ میں دعا بھی کروں گا۔ امید ہے بہت جلد آرام آجائے گا۔

میں اور میری والدہ گھر چلے گئے اور اسی طرح کیا۔ ایک دفعہ پلانے میں ہی آرام آ گیا۔ سبحان اللہ کیا اخلاق تھے اور فراخدلی اور محبت کا زبردست اظہار تھا۔

(روایت حضرت سید شاہ عالم صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر۸ صفحہ ۸۶،۸۵)

”روایت حضرت ملک عزیز احمد صاحب: ”ایک دن رات کو جب میں پڑھنے کے لئے جا رہا تھا اس جگہ پر جہاں کہ اب اکمل صاحب کا مکان ہے خوف سا پیدا ہوا اور اس کی وجہ سے مجھے کلاس روم تک پہنچتے پہنچتے اس قدر لرزہ طاری ہوا کہ جناب نیّر صاحب نے دو تین لڑکوں کو حکم دیا کہ گھر پہنچا دیں۔ چنانچہ میں جب گھر پہنچا تو مجھ پر غشی آئی کہ دو تین دن تک ہوش نہ آیا۔ والدہ صاحبہ کو ہنوز بڑے بھائی کی فوتیدگی کا صدمہ تھا میرے بیمار ہو جانے کی وجہ سے اور بھی گھبراہٹ ہوئی۔ چنانچہ وہ اسی وقت غالباً رات کے دس یا گیارہ بجے ہونگے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے پاس دوڑی گئیں۔ میں اس جگہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول میرے نانا حضرت حافظ غلام محی الدین صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایام میں ڈاک کا کام کیا کرتے تھے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اسی تعلق کی بنا پر یا اس ہمدردی کے ماتحت جو حضور کو بنی نوع انسان کے ساتھ تھی فوراً والدہ صاحبہ کے ساتھ تشریف لا کر مجھے دیکھا۔ والدہ کو تسلی دی مگر ساتھ ہی واپس جا کر میرے آقا فداہ روحی کو اطلاع دی۔ حضور بھی ازراہ شفقت حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ساتھ تشریف لائے۔ حضور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا مولوی صاحب آپ دوا دیں میں دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے اس وقت ہمارے مکان پر ہی دعا فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول مجھے دوائی وغیرہ متواتر دیتے رہے۔ میری یہ بیماری کی حالت چار روز تک رہی مگر حضور کو میرا خیال رہا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے میرا حال دریافت فرماتے رہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضور کی دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ مجھے شفا ہوئی ورنہ بیماری اس قسم کی تھی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بعد میں فرمایا کہ میرا صحت یاب ہونا مشکل تھا۔ (روایت حضرت ملک عزیز احمد صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر۷ صفحہ ۳۴۲،۳۴۱)

روایت حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب بھیروی۔ میری پہلی بیوی مرحومہ کے پہلے دو لڑکیاں ہوئیں پھر دو لڑکے۔ چنانچہ یہ دونوں ہی نہ سنتے تھے نہ بولتے تھے۔ بڑا چار برس کا ہو کر فوت ہوگیا اور چھوٹا جو سنتا اور بولتا نہ تھا مگر ہوشیار اور ذہین تھا اس سے مجھ کو بہت محبت تھی۔ حضور علیہ السلام گورداسپور مقدمہ کی تاریخوں پر تشریف لے جاتے تھے تو مجھ کو ضرور اردل میں رکھا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں یکّے ہوتے تھے۔ جب آپ صبح روانگی کے لئے تشریف لاتے تو فرماتے میاں فضل الرحمٰن کہاں ہیں؟۔ اگر میں حاضر ہوتا تو بولتا ورنہ آدمی بھیج کر مجھے گھر سے طلب فرماتے کہ جلدی آؤ۔ حضور کا یکّہ ہمیشہ میں ہی ڈرائیو کرتا تھا۔ یکہ بان کو حکم نہ تھا کہ ڈرائیو کرے۔ میں ڈرائیور کی جگہ پر بیٹھ جاتا اور میاں شادی خان صاحب مرحوم میرے آگے ساتھ بیٹھ جاتے اور یکہ کے اندر اکیلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

اس دوران میں میرا وہ دوسرا بچہ بیمار ہوگیا اور اس کو ٹائیفائڈ ہوگیا' حضور اکثر اس کو دیکھنے تشریف لاتے۔ تاریخ مقدمہ سے ایک دن قبل میری بیوی نے کہا کہ حضور کو دعا کے لئے لکھو۔ میں نے کہا جب آپ ہر روز اس کو دیکھنے کو تشریف لاتے ہیں تو لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر اس نے اصرار کیا تو میں نے عریضہ لکھ دیا۔ حضور نے اس پر تحریر فرمایا کہ میں تو دعا کروں گا اور اگر تقدیر مبرم ہے تو ٹل نہیں سکتی۔ یہ الفاظ پڑھ کر میرے آنسو نکل آئے اور بیوی نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا کہ اب یہ بچہ بیمار ہمارے پاس نہیں رہ سکتا اگر اس نے اچھا ہونا ہوتا تو آپ یہ نہ لکھتے۔

خیر دوسرے دن صبح کو روانگی تھی۔ سب لوگ شوق سے منتظر تھے کہ حضور برآمد ہوئے اور کسی سے کوئی بات چیت نہیں کی اور سیدھے میرے گھر تشریف لے آئے۔ بچہ کو دیکھا، دم کیا اور مجھے فرمایا کہ تم یہیں رہو میں کل آجاؤں گا، بچے کی حالت تشویشناک ہے۔ چنانچہ میں رہ گیا۔ حضور کے سارے سفروں میں صرف یہ ایک دن تھا کہ میں معیت میں نہ جا سکا۔ چار بجے شام بچہ فوت ہوگیا اور مغرب سے دفن کر دیا۔ صبح دس بجے کے قریب حضور تشریف لائے۔ اس بچے کے بعد ایک بچی تھی جس کو میں نے اٹھایا ہوا تھا اور مہمان خانہ کے برآمدہ کے پاس میں نے جا کے مصافحہ کیا۔ فرمایا مجھے تمہارے بچے کے مرنے کا بہت افسوس ہوا ہے اور میں نے تمہارے اور اس کے لئے بہت دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل دے گا۔ اور وہ سننے والا اور بولنے والا ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میرے گھر میں پہلے دو لڑکیاں ہوئی ہیں پھر دو لڑکے، پھر ایک لڑکی اس کے بعد دوسری اگر لڑکی ہوئی تو نعم البدل کیسے۔ ہاں اگر لڑکا ہوا تو نعم البدل ہوگا۔ حضرت قبلہ مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) نے بڑھ کر میرے سینہ پر ایک تھپڑ مارا کہ گستاخی کرتے ہو۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ میاں ہمارے خدا میں یہ طاقت ہے کہ آئندہ لڑکیوں کا سلسلہ ہی منقطع کر دے۔ چنانچہ اس کے بعد مرحومہ بیوی کے ہاں سات بچے ہوئے جو سب کے سب لڑکے تھے، لڑکی کوئی نہیں ہوئی۔

(رجسٹر روایات نمبر۷ صفحہ ۴۴۶ تا ۴۴۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اب ہم فائدۂ عام کے لئے کچھ استجابتِ دعا کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ استجابت دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں۔

............دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کو صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جل شانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کے لئے بد دعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے“۔ (برکات الدعا، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۰،۹)

وصیت سے ایمانی ترقی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ”جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہئے کہ وصیت کریں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے“۔

خوشبو ہی خوشبو

(محمد زکریا ورک۔ کینیڈا)

خوشبو اور یادداشت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ خوشبو کا ایک جھونکا دماغ میں بہت پرانی یا بچپن کی یادوں کے چراغ یکلخت روشن کر دیتا ہے۔

سخت گرمیوں کے دن اور بارش کا پہلا قطرہ مٹی میں گر کر جو خوشبو پیدا کرتا ہے وہ چشم تصور کے سامنے ایک عجیب منظر اجاگر کر دیتی ہے۔

خداوند کریم نے انسانوں کو ایک ہزار قسم کی مختلف خوشبو پہچاننے کی نعمت سے نوازا ہے۔ تجربات سے یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ بچے خوشبو سونگھنے سے یہ بتلا سکتے ہیں کہ فلاں قمیض ایک مرد نے پہنی تھی یا عورت نے۔ عام طور پر کسی چیز کی مثال دے کر بیان کرنا آسان ہے مگر خوشبو کی مثال دینا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ دیکھنے کے لئے روشنی، چکھنے کے لئے زبان کا ہونا ضروری ہے۔ محسوس کرنے کے لئے چھونا اور کسی چیز کی آواز سننے کے لئے کان ضروری ہیں جبکہ سونگھنے کے لئے صحتمند ناک کا ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کو زکام ہو تو ناک بند ہونے سے غذا بے ذائقہ محسوس ہوتی ہے۔

انسان کا سانس جڑواں ہوتا ہے ماسوا دو موقعوں کے جب یہ صرف ایک دفعہ آتا ہے یعنی پیدائش کے وقت اور مرگ کے وقت۔ پیدائش کے وقت سانس اندر جاتا ہے اور موت کے وقت سانس باہر نکلتا ہے۔ ہم دن میں ۲۳۰۴۰ مرتبہ سانس لیتے ہیں۔ ایک سانس لینے کے لئے پانچ سیکنڈ کا وقت درکار ہوتا ہے۔ دو سیکنڈ اندر لے جانے میں اور تین سیکنڈ باہر لے جانے میں۔ سانس نکالنے اور اندر لے جانے کے عمل کے دوران ہم خوشبو سونگھ لیتے ہیں خوشبو ہمارے اردگرد فضا میں معطر رہتی ہے اور بعض دفعہ ہم بدبو کو چھپانے کے لئے خوشبو اپنے اوپر لگا لیتے ہیں۔

خوشبوئیں اس قدر ہیں کہ ان کے نام جب یاد رکھنا مشکل ہو جاتا ہے تو ہم ان کو بیان کرنے کے لئے الفاظ کا سہارا لیتے ہیں جیسے Enchanting، Revolting، Disgusting، Sickening، Entoxicating، Delightful، Hypnotic، Sweet وغیرہ۔

فرانس کا بادشاہ نپولین اور اس کی رفیقۂ حیات جوزفین جملہ پھولوں میں سے بنفشہ یعنی وائیولیٹ کے بہت دلدار تھے۔ جوزفین دن میں کئی بار اپنے جسم پر وائیولیٹ کے پرفیوم کا سپرے کرتی تھی جو رفتہ رفتہ اس کا ٹریڈ مارک بن گیا۔

۱۸۱۴ء میں جب اس کی وفات ہوئی تو نپولین نے اس کی آخری آرامگاہ پر بنفشہ کے پھول لگائے۔ جب زندگی میں آخری بار اس کو جزیرہ سینٹ ہیلینا (St.Helena) کے زنداں میں ڈالا گیا تو اس نے جوزفین کی قبر کی آخری بار زیارت کی اور وہاں سے چند پھول اتار کر گلے میں ہار بنا کر ڈال لئے۔ اس ہار کو اس نے زندگی کی آخری سانس تک پہنے رکھا۔

بنفشہ کے پھولوں سے جو پرفیوم بنتا ہے وہ بہت مہنگا ہوتا ہے۔ صرف متمول لوگ ہی اس کو خرید سکتے ہیں اس کی خوشبو زیادہ دیر تک نہیں رہتی۔ پرانے زمانہ میں یہ پھول ایتھنز شہر کا سرکاری نشان تھا۔

یاد رہے کہ سونگھنے کی حس انسان میں سب سے زیادہ طاقتور حس ہے۔ ہماری ناک کے اندر ایسے سیل (Receptor Cells) ہوتے ہیں جن کی تعداد پانچ ملین ہوتی ہے۔ یہ سیل دماغ کے اندر خوشبو کے مرکزی مقام (Olfactory Bulb) کو بجلی کی رفتار سے (Impulses) بھیجتے ہیں۔ یہ سیل صرف ناک کو ہی عطا کئے گئے ہیں۔ دماغ کے اندر ایک نیوران اگر مر جائے تو وہ دوبارہ جنم نہیں لے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کان یا آنکھ کے اندر نیوران مر جائے تو وہ دوبارہ پیدا نہیں ہو سکتا لیکن ناک کے اندر موجود نیوران ہر تیس دن بعد جنم لیتے رہتے ہیں۔

ایک مخصوص خوشبو کے ساتھ وابستہ یادداشت عارضی حافظہ میں نہیں ہوتی بلکہ دیرپا حافظہ میں اس سے مضبوط رشتہ ہے۔ جب ہم کسی کو پرفیوم بطور تحفہ دیتے ہیں تو گویا ہم ان کو Liquid Memory کا لازوال تحفہ دیتے ہیں۔ برطانیہ کے ایک مشہور مصنف جس نے ایک زمانہ لاہور میں بھی گزارا یعنی کپلنگ (Kipling) نے کیا خوب کہا ہے: "خوشبو، آواز اور دیکھنے سے اتنی زیادہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے کہ یہ انسان کے دل کے تاروں میں ارتعاش پیدا کر سکتی ہے"۔

خوشبو کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

(۱)...... منٹی (Minty)۔ (۲) فلورل (Floral)۔ (۳) مشک۔ (۴) کافور۔ (۵) بدبو (Odor) جیسے گندے انڈوں کی بو۔ (۶) تیزابی جیسے سرکہ کی خوشبو۔

عورتوں کا مغرب میں محبوب ترین پرفیوم شینیل نمبر ۵ (Channel No.5) ہے جو ۱۹۲۲ء میں ایجاد ہوا تھا۔

جانوروں کو مار کر خوشبو نکالنے کی رسم بہت پرانی ہے جیسے ایشیا کے ہرن کے پیٹ میں Gut کے اندر سرخ رنگ کا ایک مادہ ہوتا ہے جس سے مشک کی خوشبو بنتی ہے۔ اسی طرح ایتھوپیا کے ملک میں پائی جانے والی بلّی جو گوشت خور ہے اس کے جسم سے جو پرفیوم بنتا ہے اس کا نام Givet ہے۔

کینیڈا اور روس میں پائے جانے والے جانور جس کا نام Beaver ہے اس کے جسم سے جو پرفیوم بنتا ہے اس کا نام Castoreum ہے۔

سورج کی روشنی میں ایسا طاقتور Bleach شامل ہے کہ کپڑے دھوپ میں رکھنے سے ان کی بدبو ختم ہو جاتی ہے۔ مشاہدہ میں آیا ہے کہ خلا میں جانے والے خلاباز کی چکھنے اور خوشبو سونگھنے کی حس کم ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کشش ثقل نہ ہونے کے باعث خوشبو کے مالیکیول ناک کے اندر اتنی دور تک نہیں جا سکتے کہ دماغ کو خوشبو کا احساس ہو سکے۔ جب ہم کوئی مزیدار چیز کھا رہے ہوں ہمارا منہ اس مزیدار غذا سے بھرا ہوا ہو اور ہم اس کا مزید لطف لینا چاہتے ہوں تو ہم اپنا منہ کھول لیتے ہیں اس طرح ہوا کو باہر نکالنے سے ہمارے منہ کے اندر سے خوشبو سونگھنے کے Receptors کے پاس سے ہوا گزرنے سے خوشبو کا احساس دماغ کو ہوتا ہے اس سے ہمیں غذا اور بھی مزیدار لگتی ہے۔

سونگھنے کی حس انسان میں اس قدر غالب ہوتی ہے کہ انسان اس کو بطور ٹیسٹ کے بھی استعمال کرتا ہے۔ منہ میں کسی مشروب یا مضر غذا یا زہر کے جانے سے قبل انسان اس کو سونگھ کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا ہے۔

انسان کے جسم سے مختلف قسم کی بدبو خارج ہوتی ہے۔ تاریخ انسان Anthroporligist کے ماہرین کے مطابق ہمارے آباء واجداد کے جسموں میں بہت زیادہ تیز بدبو نکلتی تھی جس کا ایک فائدہ یہ تھا کہ جانور ہم سے اجتناب کرتے تھے۔ گویا دس لاکھ سال قبل بدبو بطور دفاع کے استعمال ہوتی تھی۔ بعض پودوں میں سے اس قدر بدبو پیدا ہوتی ہے کہ چرند پرند ان سے دور رہتے ہیں۔ ان پودوں کے نام Rosemary & Sage ہیں۔ جانوروں میں Skunk ایک ایسا جانور ہے جو دفاع کے طور پر اپنی دم کے نیچے سے بدبو کا سپرے کرتا ہے جو کئی فٹ دور تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ جانور جو کیمیکل سپرے کرتا ہے اس سے بینائی کھونے کا احتمال ہوتا ہے اور یہ بدبو بڑی دور تک پہنچ جاتی ہے اور نہایت دل آزار ہوتی ہے۔ کینیڈا میں یہ جانور عام پایا جاتا ہے۔

اکثر جاپانی مردوں میں بدبو ہونا بہت بُرا سمجھتے ہیں حتی کہ بعض مرد تو افواج کی ملازمت سے نااہل قرار دے دئے جاتے ہیں۔ اس لئے جاپانی مرد سے آپ کو شاذ و نادر ہی بو آئے گی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ایشیا میں لوگ اپنے ماحول میں خوشبو کا ہونا اپنے جسم پر خوشبو ہونے سے زیادہ اہم جانتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ چربی بدبو کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ اگر آپ پیاز کاٹ کر فرج میں مکھن کے ساتھ رکھ دیں تو مکھن پیاز کی بو کو جذب کر لے گا۔ انسانی بالوں کے اندر بھی "فیٹ" (Fat) یعنی تیل ہوتا ہے۔ اسی لئے تکیہ کے اوپر چکنائی کے نشان پڑ جاتے ہیں۔ ہمارے بال بدبو کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ اگر آپ سگرٹ نوش کے پاس بیٹھے رہیں تو سگریٹ کی ناخوشگوار بو بالوں میں سے سب سے زیادہ آئے گی۔

انسان کے جسم سے بدبو اس کی Apocrineglands سے خارج ہوتی ہے۔ ہماری نوعمری کی حالت میں یہ گلینڈ چھوٹی تھیں اور سن بلوغت تک یہ بڑی ہو جاتی ہیں۔ یہ گلینڈ بغلوں میں، چہرے پر، چھاتی پر اور عضو تناسل کے اردگرد پھیلی ہوتی ہیں۔ بعض ممالک میں تو لوگ جب ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو ناک رگڑتے ہیں گویا وہ ایک دوسرے کو سونگھتے ہیں۔

جو لوگ گوشت خور ہوتے ہیں ان کے جسم سے جو بو آتی ہے وہ سبزی خوروں سے مختلف ہوتی ہے۔ بچے بڑوں کی نسبت مختلف قسم کی خوشبو کے حامل ہوتے ہیں۔ جو لوگ ہسپتال میں کام کرتے ہیں ان سے بھی خاص قسم کی بو آتی ہے۔ جسم سے بو آنے میں بہت سے عوامل کار فرما ہوتے ہیں جیسے انسان کی صحت، اس کا پیشہ، غذا، دوائی کا استعمال اور انسان کے جذبات کی حالت وغیرہ۔

پکے ہوئے تازہ کھانے کی خوشبو اور بھوک کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ انسان کو بعض دفعہ بھوک بالکل نہیں ہوتی ہے مگر کھانے کی خوشبو سے اکثر بھوک دوبالا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی کھانوں میں مصالحوں کے علاوہ زعفران اور روح کیوڑہ ڈالا جاتا ہے تا خوشبو سے پیٹ کے علاوہ دماغ بھی سیر ہو جائے۔

دنیا میں خوشبو سونگھنے کی نعمت حیرت انگیز حد تک ایک خاتون Helen Keller کو ودیعت کی گئی تھی۔ وہ کہا کرتی تھی کہ مختلف اشخاص کو سونگھنے سے وہ بتلا سکتی تھی کہ ان کا پیشہ کیا ہے؟

کتّوں میں تو جسمانی بو سونگھنے کی حس اس قدر پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے مالک کی پہچان اس کو سونگھنے سے کر لیتے ہیں۔ چمگادڑ اپنے بچوں کو ان کے جسم کی بو سے پہچانتی ہے۔ اسی طرح گائے بھی اپنے بچے کو اس کی جسمانی بو سے شناخت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پیاری کتاب قرآن پاک میں مذکور ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو ان کی قمیص سے آگئی تھی۔ چنانچہ سورۃ یوسف میں ارشاد ہے:

تم میرا کرتہ لے جانا اور اسے میرے باپ کے سامنے جا کر رکھ دینا۔ اس سے وہ میرے متعلق سب امور سے واقف ہو جائیں گے اور تم اپنا سارا کنبہ بھی میرے پاس لئے آنا۔ اور جب ان کا قافلہ مصر سے چل پڑا تو ان کے باپ نے لوگوں سے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ تم مجھے جھٹلانے لگو تو میں ضرور کہوں گا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔

(سورۃ یوسف: ۹۵،۹۴)

پرندوں میں خوشبو سونگھنے کی زیادہ اہلیت ہوتی ہے۔ البتہ Vultures یعنی گدھیں مردہ جسم کی بو میل ہا میل سے سونگھ کر اس مقام کا تعین کر لیتی ہیں۔ بعض سمندری پرندے تو اپنے بحری سفر کا راستہ اور سفر کا تعین ہی سونگھنے سے کرتے ہیں۔ سانپ اپنے دشمن یا شکار کا اندازہ بھی سونگھنے سے کرتا ہے۔ چھپکلی بھی اپنی زبان سے سونگھتی ہے۔ اسی طرح گلہریاں زمین میں اپنی غذا جمع کرنے میں مہارت رکھتی ہیں۔ وہ اخروٹ اور بیج مہینوں قبل زمین میں چھپا دیتی ہیں اور پھر اس کا سراغ سونگھنے سے لگاتی ہیں کہ ان کو کہاں دبایا تھا۔

پھر پولیس کے تربیت یافتہ کتوں کا پولیس تھانوں میں باقاعدہ Canine Unit ہوتا ہے جن کی ٹریننگ پر ہزاروں ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں۔

نر تتلی میلوں دور سے مادہ تتلی کا اندازہ سونگھنے سے لگا لیتی ہے۔ پھر سالمن مچھلی (Pacific Salmon) میں بھی سونگھنے کی حس بہت طاقتور ہوتی ہے۔ سالمن اپنا راستہ کس طرح تلاش کرتی ہے یہ دیکھنے کے لئے کینیڈا کے ایک پروفیسر Hasler نے صوبہ برٹش کولمبیا کے پاس بحر اوقیانوس میں تین سو مچھلیوں کو پکڑ لیا، پھر وہ ان کو اس جگہ پر لے جہاں جہاں سے وہ آئی تھیں۔ ان میں سے آدھی کے ناک روئی سے بند کر دئے اور ان سب کو چھوڑ دیا گیا۔ دیکھنے میں آیا کہ جن کے ناک بند کر دئے گئے تھے وہ تو گم ہو گئیں مگر باقی کی اپنے مقام پر پہنچ گئیں۔

پھولوں میں سے سب سے مقبول خوشبو گلاب کے پھول کی ہے۔ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو خوشبو بہت پسند تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس دنیا میں تین چیزیں بہت پسند ہیں ایک نماز، دوسری عورت اور تیسری خوشبو۔

گلاب کا عرق تو بطور دوائی کے بہت کثرت سے مشرقی ادویہ میں استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رومن بادشاہ گلاب کے پھول کے عاشق تھے۔ گلاب کے پھول کی پتیوں کو وہ بستر پر سجایا کرتے تھے۔ بادشاہ پر پتیاں نچھاور کرنے کا عام رواج تھا۔ لوگ گلاب کے پھولوں کے ہار پہنا کرتے تھے۔ عورتوں کے بالوں میں گلاب کے پھول سجاوٹ کے طور پر لگائے جاتے تھے جب کہ روم میں پرانے زمانہ میں ایک سرکاری تعطیل ایسی تھی جس کا نام روزالیہ (Rosalia) تھا۔

جوں جوں انسان عمر رسیدہ ہوتا جاتا ہے اس میں سونگھنے کی حس کمزور ہوتی جاتی ہے۔ جو لوگ ایلزہائمر (Alzheimer) یادداشت اور حافظہ کھو جانے کے موذی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ یادداشت کھونے کے ساتھ ساتھ سونگھنے کی حس سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔

سونگھنے کی حس مردوں کی نسبت عورتوں میں تیز ہوتی ہے۔ مصنوعی پرفیوم میں ۹۸ فیصد پانی اور الکحل ہوتا ہے، صرف دو فیصد تیل اور پرفیوم کے مالیکیول ہوتے ہیں۔ مغرب میں بننے والے چند ایک معروف پرفیوم اپنے نام سے اپنی تعریف خود کرتے ہیں یعنی اسم بامسمیٰ ہیں۔

My Sin, Poison, Obsession, Opium, Tabu, Youth, Dew.

بعض ڈاکٹروں میں سونگھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔ مریض سے جس قسم کی بو آ رہی ہو اس سے ڈاکٹر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ وہ کس مرض کا شکار ہے۔ سکندر اعظم کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اسے بھی پرفیوم اور اگربتی کی خوشبو بہت پسند تھی۔ خاص طور پر اسے زعفران ہر دلعزیز تھا۔

خوشبو ہر تہذیب، کلچر اور ہر سوسائٹی میں خاص مقام رکھتی ہے۔ جاپان میں ایک زمانہ میں ایسی گھڑیاں بنائی جاتی تھیں جو ہر پندرہ منٹ کے بعد مختلف قسم کی اگربتی جلاتی تھیں۔ اسلامی تہذیب میں خوشبو کو خاص مقام حاصل رہا ہے۔ عید کے روز خوشبو لگانا سنت رسول ﷺ ہے۔

اس خوشبودار مضمون کو چند دلآویز اشعار پر ختم کیا جاتا ہے۔

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ مَیں کرتا ہوں اس کا انتظار

تمہاری یاد کی خوشبو کا جب لہجہ مہکتا ہے
تو ایوانِ وفا کیا ہجر کا قریہ مہکتا ہے

ساکنانِ جنتِ فردوس بھی ہو جائیں مست
دل میں وہ خوشبو بسا دنے ہاں بسا دے آج تو

ہمیں نہیں عطر کی ضرورت کہ اس کی خوشبو ہے چند روزہ
بوئے محبت سے اس کی اپنے دماغ و دل کو بسائیں گے ہم

(بشکریہ: احمدیہ گزٹ کینیڈا)

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ ۱۶

دعا کے پڑھنے اور ٹی وی سے نشر ہونے پر پابندی لگانے کا مطالبہ شروع ہو گیا ہے نیز یہ کہ شریعت کورٹ فی الفور از خود نوٹس لیتے ہوئے یہ دعا جاری کرنے والوں کے خلاف ایکشن لے"۔ اس ناپاک ایمان سوز اور شرم انگیز مہم کا آغاز فیصل آباد کے ایک شخص اعجاز حیدر کے خط سے ہوا ہے جو اخبار "دن" لاہور نے ۳ راکتوبر ۲۰۰۰ء کی اشاعت میں دیا ہے جو مندرجہ ذیل الفاظ میں ہے:۔

"میں آپ کی وساطت سے ایک نہایت ہی حساس "اشو" کی طرف ٹی وی حکام اور شریعت کورٹ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزانہ عشاء کی اذان کے بعد ٹی وی پر ایک دعا چلتی ہے۔

"اے اللہ! اس دعوت کامل اور اس اذان کے نتیجے میں کھڑی ہونے والی نماز کے رب تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور بلند درجہ عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے روز ان کی شفاعت سے بہرہ مند ہونے کی توفیق عطا فرما۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف کچھ نہیں کرتا۔

عدیم بھائی ہم انجانے میں یہ دعا کر کے توہین رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں کیونکہ نبی اکرم کامل انسان ہیں اور اللہ کے محبوب اور تمام انبیاء کے سردار۔ ایک گنہگار انسان کا یہ دعا کرنا کہ اللہ انہیں وسیلہ بلند درجہ عطا کر ظاہر کرتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا معاف کرے جیسے ابھی تک حضور اکرم ﷺ کو بلند درجہ عطا نہیں ہوا۔ اور اب کائنات نے ان سے جو مقام محمود کا وعدہ کیا ہے وہ بھی پورا نہیں کیا۔ اور ہم اس سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہ کرے اور یہ سب کچھ انہیں ہماری دعا کے نتیجے میں عطا کر دے۔ مَیں نے اپنے ساتھی استاد جو کہ اسلامیات کے پروفیسر ہیں سے بھی اس ضمن میں بات کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت نبی اکرم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو واپسی پر انہوں نے ایک عالی شان سنگ مرمر کا دودھیا محل دیکھا۔ آپ ﷺ کے استفسار پر فرشتوں نے آپ کو بتایا کہ یہ "مقام محمود" ہے تو آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی وہ انہیں اس مقام محمود تک پہنچا دے"۔

یہ دعا سن کر ایک بے چینی سی بڑھنے لگتی ہے کہ نعوذ باللہ کیا نبی اکرم ﷺ ابھی تک پراسس میں ہیں۔ انہیں بلند درجہ اور وسیلہ عطا نہیں ہوا اور پھر ایک تاثر بھی ابھرتا ہے کہ جیسے خدا کی یہ مرضی نہ ہو اور ہم اسے ایسا کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ٹی وی حکام اس دعا کو فی الفور بند کر دیں اور شریعت کورٹ فی الفور از خود اس کا نوٹس لیتے ہوئے یہ دعا جاری کرنے والوں کے خلاف ایکشن لے۔ امید ہے آپ اسے ضرور شائع کریں گے۔ خیر اندیش۔ اعجاز حیدر۔

اخبار "دن" کے کالم نویس نے "ٹی وی حکام اور شریعت کورٹ کی توجہ کا طالب" کے زیر عنوان مندرجہ بالا مکتوب نقل کرنے کے بعد اس کی ہم نوائی میں سینہ تان کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور اس کی زبردست تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"یہ خط مَیں نے پندرہ دن روکے رکھا۔ پڑھے لکھے اور دین کی سمجھ والوں سے بحث مباحثے کے بعد اتنی ہی نیک نیتی سے جتنی نیک نیتی سے محترم اعجاز حیدر نے اسے بیان کیا ہے آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ یہ دعا سن کر واقعی ایک بے چینی کا احساس ہوتا تھا۔ جو خط ملنے کے بعد بڑھتی جاتی ہے۔ کسی بھی محبّ رسول کے لئے یہ دعا بے چینی کا سبب ہی بن سکتی ہے کیونکہ یہ تصور رسول خدا ﷺ کے برعکس ہے۔ وہ ہستی جسے نبیوں کی امامت بخشی گئی اور ان کا سردار مقرر کیا گیا۔ وہ ہستی جسے رب العالمین نے رحمت العالمین بنا کر بھیجا، جسے انسان کامل کا درجہ دیا گیا، جو خاتم النبیین ٹھہرے، جنہیں خود خدا نے عرش معلّٰی پر بلایا سب سے افضل کتاب قرآن مجید ان پر نازل کر کے انہیں اپنا محبوب قرار دیا ان کے بارے میں یہ دعا یقیناً توہین کے زمرے میں آتی ہے۔

یہی نہیں ہم بسا اوقات محبت رسول میں بھی توہین رسالت اور شرک کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

عقل ماتم کناں ہے کہ سرکار دو عالم نور دو عالم خاتم الانبیاء ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی مقدس دعا جو بخاری شریف میں موجود ہے اور جسے امت مسلمہ چودہ سو سال سے آنحضرتؐ کے ارشاد مبارک کی تعمیل میں اذان کے بعد پڑھتی چلی آ رہی ہے اس کے خلاف کس بے شرمی اور بد طینتی کے ساتھ احتجاج کیا گیا ہے اور اسے "توہین رسالت" قرار دے کر اس پر پابندی عائد کئے جانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اس شرمناک گستاخانہ ذہنیت سے تو یہ تاثر ابھرتا ہے کہ اگر بفرض محال شہِ لولاک مطلوب کائنات تاجدار مدینہ محمد عربی ﷺ سرزمین پاکستان میں تشریف لے آئیں تو (معاذ اللہ) اس مسنون دعا کے حوالہ سے ملکی قانون کی دفعہ (توہین رسالت) کے تحت آپ پر بھی مقدمہ چلایا جائے گا (خاکم بدہن) اور اگر ذرا باریک نظری سے پاکستان کی قومی اسمبلی کی قرارداد ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کا مطالعہ کیا جائے تو اس کی زد میں سب سے پہلے نبیوں کے شہنشاہ آنحضور ﷺ کی مقدس ترین ذات ہی آتی ہے کیونکہ حضور اقدس نے کبھی اپنے تئیں "غیر مشروط نبی" ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا بلکہ اس کے برخلاف اپنے لخت جگر صاحبزادہ ابراہیم کو خدا کی قسم کھا کر نبی ابن نبی قرار دیا اور امت میں آنے والے "مسیح ابن مریم" کو چار دفعہ نبی قرار دے کر اس قرارداد تکفیر کی دھجیاں بکھیر دیں۔ فداک نفس و روحی یا رسول اللہ۔

(ملاحظہ ہو "الفتاویٰ الحدیثیہ" صفحہ ۱۲۶۔ بروایت حضرت علیؓ۔ تالیف خاتمة الفقہاء والمحدثین الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الہیتمی المکی ۹۰۹ ھ۔ ۹۷۴ھ مطبوعہ مصر ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء۔ صحیح مسلم کتاب الفتن واشراط الساعة روایت حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ)

عراق کے مشہور شاعر و عالم الشیخ محمد رضا شبیبی (ولادت ۱۸۸۹ء۔ وفات ۱۹۶۵ء) فرماتے ہیں:

وَاَکْبَرَ ظَنِّی لَوْ اَتَانَا مُحَمَّدٌ
لَلَاقِی الَّذِیْ لَاقَاہُ مِنْ اَھْلِ مَکَّۃٍ
عَدَلْنَا عَنِ النُّوْرِ الَّذِیْ جَاءَ نَا بِہٖ
کَمَا عَدَلَتْ عَنْہُ قُرَیْشٌ فَضَلَّتِ

(دیوان شبیبی صفحہ ۱۰۷۔ ناشر مطبعہ لجنة التالیف والترجمہ والتبشیر اشاعت ۱۹۴۰ء/ ۱۳۵۹ھ)

یعنی میرا ظن غالب ہے کہ محمد (ﷺ) آج ہمارے پاس تشریف لے آئیں تو آپ کو آج بھی اس قوم کے ہاتھوں اسی قسم کے مصائب اور انکار حق سے دوچار ہونا پڑے گا جس طرح اہل مکہ کے ہاتھوں ہوئے (کیونکہ) ہم اس نور حق سے جسے آپ لے کر مبعوث ہوئے تھے اسی طرح روگردانی کر چکے ہیں جس طرح قریش نے اس سے منہ پھیرا تھا اور گمراہی کے گڑھے میں جا پڑے تھے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

اسلام کی ترقی و ترویج میں مساجد کا کردار

(حید رعلی ظفر۔ مبلغ انچارج جرمنی)

اسلام کی ترقی و ترویج میں مساجد کے کردار پر اظہار خیال کرتے ہوئے ذہن اس عظیم منصوبہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس کا اعلان ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۴ر مئی ۱۹۸۹ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر کیا تھا۔ حضور انور نے فرمایا تھا:

"میری خواہش ہے کہ جرمنی وہ پہلا یورپین ملک ہو جہاں جماعت احمدیہ کو سو مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملے اور یہ دراصل صد سالہ جشن تشکر کا ایک بہترین رنگ ہوگا"۔

(ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی جون ۱۹۸۹ء صفحہ ۱۳)

پیارے آقا کے اس حکم پر لبیک کہنا اور اپنی مالی قربانیوں کو انتہا تک پہنچانا ہم سب کا فرض ہے۔ کیونکہ جرمنی میں بننے والی یہ سو مساجد یورپ میں اسلام کی ترقی میں ایک بیس کیمپ (Base Camp) کا کردار ادا کرنے والی ہیں۔

تعمیر مساجد کے اغراض و مقاصد

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں مساجد بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مساجد خدا تعالیٰ کی عبادت اور ذکر الٰہی کے لئے مخصوص ہوتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا. وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى. وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۤئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ (البقرہ:۱۲۶)

اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب ہم نے اس گھر یعنی کعبہ کو لوگوں کے لئے بار بار جمع ہونے کی جگہ اور امن کا مقام بنایا تھا اور حکم دیا تھا کہ ابراہیم کے کھڑا ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک اور صاف رکھو۔

آنحضرت ﷺ نے بھی بہت ہی پیارے انداز میں مساجد کی اس غرض کو بیان فرمایا ہے۔ فرمایا

"اِنَّمَا هِىَ لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ" (مسلم) کہ مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوت قرآن مجید کے لئے ہوتی ہیں۔

مساجد کے دیگر اغراض و مقاصد کچھ اس طرح ہیں:۔

☆...... مساجد بنی نوع انسان میں مساوات پیدا کرتی ہیں۔

☆...... مساجد لوگوں کو ہر قسم کی برائیوں اور شر سے محفوظ رکھتی ہیں۔

☆...... مساجد امن کے قیام کا ذریعہ ہوتی ہیں۔

☆...... مساجد کے ذریعہ لوگوں میں اجتماعی حیثیت سے کام کرنے کی عادت بھی پڑتی ہے۔

☆...... مساجد میں، جہاں وہ لوگ رہتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتے ہیں وہاں پر مسافر بھی کچھ عرصہ کے لئے ان میں قیام کر سکتا ہے۔

☆...... مساجد انسانی ہمدردی کا عظیم جذبہ پیدا کرتی ہیں کیونکہ نمازوں میں ایک دوسرے سے مل کر حالات کا علم ہوتا ہے اور باہمی دکھ درد دور کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔

اب میں خلفائے حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک الفاظ میں مساجد کی اغراض و مقاصد اور آداب بیان کرتا ہوں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"مساجد خدا کا گھر کہلاتی ہیں اور مساجد وہ مقام ہیں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں۔ مگر لوگ جب مسجد میں آتے ہیں تو وہ ہزار قسم کی بکواس کرتے ہیں۔ آپس میں دنیوی معاملات پر جھگڑتے ہیں ...... انہیں تو چاہئے تھا کہ جب تک مسجد میں رہتے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کی زبانیں تر رہتیں مگر وہ بجائے ذکر الٰہی کے دنیوی امور میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے مرتکب بن جاتے ہیں .... تعجب آتا ہے کیوں ابھی تک لوگوں کو اتنی موٹی بات بھی معلوم نہیں ہوئی کہ انہیں مساجد کا احترام کرنا چاہئے اور لغو باتوں کی بجائے ذکر الٰہی میں اپنا وقت گزارنا چاہئے"۔

(تفسیر کبیر جلد ۸ تفسیر سورۃ الفجر صفحہ ۵۳۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"مسجد ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمام انسان برابر ہیں خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔ پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ...... اسلام ہمیں باہم محبت اور الفت سے رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ ہمیں انکساری سکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے وقت ہمیں مسلم اور غیر مسلم میں کسی قسم کی کوئی تمیز روا نہیں رکھنی چاہئے۔ انسانیت کا یہی تقاضا ہے"۔ (دورہ مغرب صفحہ ۵۲۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے اعلیٰ اغراض و مقاصد کو بیان کرتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا:

☆...... "آج ہم نے آپ کو اعلیٰ مذہبی اور روحانی اقدار سکھانے کی غرض سے از سر نو دریافت کیا ہے ...... اور جماعت احمدیہ دم نہیں لے گی جب تک اس پورے براعظم کو محبت اور پیار اور عقل و دانش اور مضبوط عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ جیت نہ لے۔

☆...... یہ ایک روحانی فتح کا پروگرام ہے جس کا جغرافیائی اور سیاسی غلبہ سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔

☆...... یہ ایک دل جیتنے کا منصوبہ ہے جس کا جبر و اکراہ سے کسی قسم کا واسطہ نہیں۔

☆...... یہ ایک عقل اور دلیل کی جنگ ہے جس کا تیر و تفنگ اور توپوں اور راکٹوں سے کوئی بعید کا بھی علاقہ نہیں۔

☆...... یہ ایک امن کا پیغام ہے جو دلوں کی راجدھانی سے تعلق رکھتا ہے۔

☆...... یہ ایک نئی تہذیب اور نئے تمدن کا سوال ہے جو اس زمانہ کے تمام مسائل کا حل اور مادی دور کی ہر بے چینی کا علاج پیش کرتا ہے۔

☆...... یہ انسان کو از سر نو انسانیت کی اعلیٰ اقدار سکھانے اور اسے حیوانی سطح سے ایک مرتبہ پھر انسانی سطح تک بلند کرنے کی ایک مہم ہے۔ جو سخت جانکاہی اور جان سوزی اور صبر اور استقلال کا تقاضا کرتی ہے۔

☆...... یہ انسان کو انسانیت سکھانے کے بعد اسے اپنے ربّ اور اپنے خالق سے ملانے کا ایک عظیم پروگرام ہے جو صرف اُس دنیا میں ہی وصل خداوندی کے وعدوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس دنیا میں ہی وصل الٰہی کی ایک قوی امید دلاتا ہے اور اپنی تائید میں قطعی شواہد پیش کرتا ہے اور دکھلاتا ہے کہ اس راستہ پر چل کر پہلے بھی ہزار ہا بندگان خدا باخدا اور خدا نما انسان بن گئے"۔

(منقول از احمدیہ گزٹ یو ایس اے۔ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

اب میں آپ کو مساجد کے ایک اور عظیم الشان مقصد کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ مساجد کا لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہونا اور اسلام کی ترقی و ترویج میں ان کا اہم کردار اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کس خوبصورت انداز میں اس غرض کا ذکر فرمایا ہے:

"اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ" (آل عمران:۹۷)

سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے فائدے کے لئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو بکہ میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا مقام اور موجب ہدایت ہے۔

جماعت کی ترقی و استحکام کے لئے تعمیر مساجد کی ضرورت و اہمیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا"۔

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۱۹)

۱۹۵۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یورپ، امریکہ اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں مساجد کی تعمیر اور اس کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ابھی تو ہم نے یورپ میں صرف تین مسجدیں بنائی ہیں لیکن یورپ میں اسلام کو غالب کر دکھانے کے لئے یہ تین مسجدیں کافی نہیں ہو سکتیں کہ ہم ان کی تعمیر کے بعد مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد یورپ کے بعض بڑے بڑے شہروں میں کچھ نہیں دس مسجدیں تو اور بن جائیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دس مسجدیں اور تعمیر کرنے کے بعد ہمارا کام پورا ہو جائیگا۔ دس کے بعد ہمیں انہیں پچاس کرنا ہوگا اور پچاس کے بعد پانچ ہزار۔ اور اس طرح ان کی تعداد بڑھتی ہی جائے گی"۔

حضورؓ نے پرجوش لہجے میں حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"تم ایسے آدمی کے ساتھ چل رہے ہو جسے خدا نے ساری دنیا میں مسجدیں بنانے کے لئے مقرر کیا ہے"۔

حضور نے فرمایا: "اگر ہم سر دست پچاس مسجدیں بھی بنائیں ...... اس طرح پانچ سال میں اڑھائی ہزار مسجدیں بن سکتی ہیں۔ **اگر یورپ میں اڑھائی ہزار مسجدیں بن جائیں تو یورپ کے آخری کناروں تک نعرہ ہائے تکبیر کی صدائیں بلند ہو سکتی ہیں۔ اس طرح ایک مسجد کی اذان دوسری مسجد تک پہنچ جائے گی اور بیک وقت سارا یورپ اللہ اکبر کی آوازوں سے گونج اٹھے گا"۔**

('مشعل راہ' مطبوعہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

تعمیر مساجد کی مختصر تاریخ

اب میں مساجد کی مختصر تاریخ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مسجد کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا گھر، جو نوع انسانی کے لئے بنایا گیا وہ ایک مسجد تھی، جو بیت اللہ یا خانہ کعبہ کے نام سے معروف ہے۔ دنیا کی تمام مساجد اسی بیت الحرام کے اظلال اور اتباع ہیں۔ بیت اللہ کے قیام کے بعد لاکھوں کی تعداد میں خدا کے گھر بنائے جاتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ وجود آ گیا جس نے عبادت کو معراج تک پہنچا دیا۔ اور جو خانہ کعبہ کا مقصود اور خدا کا حقیقی اور اعلیٰ ترین عبد تھا۔ مگر آپ کی قوم نے آپ کو مکی زندگی میں خدا کا گھر بنانے کی اجازت نہ دی اس لئے جہاں موقع ملتا آپ اور آپ کے صحابہ نماز ادا کر لیتے۔ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کے امتیازی خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کی امت کے لئے ساری زمین کو پاک اور سجدہ گاہ بنا دیا ہے۔ اور نی

ذاتہ زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں خدا کی عبادت نہ کی جاسکتی ہو لیکن اسلام سب سابقہ مذاہب سے بڑھ کر اجتماعی عبادات کا نقیب ہے اور کل عالم کو اکٹھا کر کے خدا کے حضور سر جھکانے کی تعلیم دیتا ہے اس لئے اجتماعی عبادات کے قیام کے لئے ایسی جگہیں مخصوص کرنے کا بھی ارشاد فرماتا ہے جہاں کچھ لوگ مل کر سربسجود ہوں۔ ایسے مقام شرعی اصطلاح میں مسجد کہلاتے ہیں اور بیشمار برکتوں اور رحمتوں کے حامل ہیں بلکہ حقیقت میں برکتوں کا منبع ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں مطلع فرمایا:"اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا"۔(صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل الجلوس فی مصلاہ)

یعنی اللہ تعالیٰ کی نظر میں بستیوں کی سب سے پسندیدہ جگہ مساجد ہیں اور سب سے ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔

اس حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ انسانی زندگی کی پیدائش کا مقصد قیام عبادت ہے اس لئے وہی جگہیں خدا کے حضور اعلیٰ اور محبوب ترین مقام ہیں جو اس مقصد کی تکمیل میں ممد و معاون ہیں۔

مکہ سے ہجرت کے بعد جب آنحضرت ﷺ مدینہ کی نواحی بستی "قبا" میں تشریف لائے تو آپ نے خدا کے گھر کی بنیاد اپنے مقدس ہاتھوں سے ڈالی۔ آپ اور آپ کے صحابہ خود ہی معمار تھے اور خود ہی مزدور تھے۔

ذرا تصور کیجئے کہ خدا کا رسول اپنا گھربار چھوڑ کر ہجرت فرماتا ہے۔ ابھی اپنی منزل پر (مدینہ) نہیں پہنچا، راستہ میں ہی خانۂ خدا تعمیر کرتا ہے۔ پھر مدینہ پہنچتے ہی سب سے پہلے خدا کا گھر تعمیر کرتا ہے۔ اگر آپؐ چاہتے تو آپؐ کے جانثار صحابہ آپؐ کے لئے عالیشان گھر تعمیر کر سکتے تھے لیکن آپ نے سب سے پہلے مساجد کی تعمیر کروائی کیونکہ آپ اسلام کی ترقی میں مساجد کی اہمیت کو خوب جانتے تھے۔ چنانچہ مدینہ میں بننے والی یہ پہلی مسجد وہ ہے جو آج مسجد نبوی کے نام سے معروف ہے۔ اور قبا سے مدینہ تشریف لانے کے بعد حضور نے صحابہ کے ساتھ مل کر اجتماعی وقار عمل سے یہ مسجد تعمیر کی۔ اور یہ وہ مُقام ہے جس نے دس سال سے زیادہ عرصہ تک آنحضرت ﷺ کے وجود مقدس سے برکتیں پائیں۔ یہی اس زمانہ کا مدرسہ تھا اور یہی مکتب تھا۔ یہی عدالت تھی اور یہی تربیت گاہ تھی۔ یہیں سے وہ لوگ اٹھے جنہوں نے پرانے ارض و سماء کو مٹا کر نئی زمین اور نئے آسمان قائم کئے اور صداقت کا بول بالا کیا۔ دنیا کی بڑی بڑی عالیشان اور مضبوط عمارتیں مٹ گئیں اور زمین بوس ہو گئیں مگر یہ مساجد، جن کی خالص تقویٰ پر بنا رکھی گئی تھی اپنے آغاز سے آباد ہیں اور آباد رہیں گی۔ ان کی وسعتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا چلا جائے گا۔

مسلمانوں کی تعداد بڑھنے کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ مسجدیں بننے لگیں۔ رسول کریم ﷺ کی زندگی میں مدینہ کے اندر نو(۹) مسجدیں تھی جہاں الگ الگ جماعتیں ہوتی تھیں۔ ان کے علاوہ اس دور میں مدینہ اور اس کے گردو نواح میں مختلف قبائل کی ۳۰ کے قریب مسجدوں کا اور پتہ چلتا ہے۔ یہ عام طور پر وہ مسجدیں ہیں جن کی زمینوں پر رسول کریم ﷺ نے کسی وقت نماز پڑھی تھی تو متعلقہ افراد یا قبائل نے تبرکاً وہاں مساجد تعمیر کرلیں۔

خلافت راشدہ کے دور میں صحابہ جہاں جہاں توحید کا پیغام لے کر پہنچے خدا کے گھر اسی تقویٰ کے ساتھ تعمیر کئے اور معلوم دنیا کو مساجد سے معمور کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کی دولتیں مسلمانوں کے قدموں میں ڈھیر کر دیں تو انہوں نے خدا کے گھروں کو سب سے خوبصورت گھروں میں تبدیل کرنا شروع کیا۔ دنیا کی ہر نعمت اور ہر خوبصورتی اور راحت مسجدوں میں بہم پہنچائی اور عراق و شام اور سپین اور ترکی اور ہندوستان اور روس کے دور دراز علاقوں اور مشرق قریب اور بعید میں ایسی عالیشان مساجد تعمیر کیں جو آج بھی فن تعمیر کا نادر نمونہ ہیں اور نقاشی اور گل کاری اور سنگتراشی کا شاہکار ہیں۔ وہ دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتی ہیں اور آج بھی ان کو دیکھنے والے ان کے بانیوں کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔ مگر فیج اعوج کے دور میں جوں جوں مادی نعمتوں کی طرف رجحان بڑھتا چلا گیا تقویٰ کم ہوتا چلا گیا۔ مسجدوں کی وسعتیں بڑھنے لگیں مگر دل تنگ ہوتے چلے گئے۔ روحانیت پست ہونے لگی مگر مینار بلند تر ہوتے چلے گئے۔ نمازی گھٹتے گئے اور تماشائی بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ وقت آگیا جس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

"مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّ ھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی"

(مشکوۃ کتاب العلم)

یعنی ان مسلمانوں کی مسجدیں ہر قسم کے رنگ و روغن اور خوبصورتیوں سے مزین اور منقش ہونگی مگر ہدایت سے خالی ہونگی۔

تب ان مسجدوں کو نئی زندگی عطا کرنے والا خدا کا مامور آیا جس نے قادیان کی چھوٹی سی مسجد سے دنیا کو توحید کی طرف بلایا اور خدا تعالیٰ نے اسے بشارت دی کہ:

"مُبَارِکٌ وَّمُبَارَکٌ وَّکُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ"

(براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۶۶۷۔حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)

یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جاوے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد مخلوقِ خدا کو خدا سے ملانا ہے۔ آپ کی قائم کردہ جماعت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا قادیان کی گمنام بستی سے نکل کر دنیا کے تمام براعظموں اور مشہور ملکوں میں مساجد تعمیر کر دینا نوع انسان کی روحانی تاریخ کے عجیب و غریب واقعات میں سے ایک عجیب و غریب واقعہ اور محیر العقول نشان ہے۔

قدیم اسلامی روایات میں ہے کہ مہدی سب شہروں میں مساجد بنائیں گے۔

(الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ مؤلفہ علامہ محمد بن عبدالرسول الحسنی. الشافعی متوفی ۱۱۰۳ھ بحوالہ رسالہ 'النور' بابت ماہ اکتوبر ۱۹۹۴ء از جماعت احمدیہ امریکہ)

۱۸۹۴ء کے عالمی نشان کسوف و خسوف کے ظہور پر حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی فرمائی کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور تبدّلات روحانیہ کی تجلی ہو چکی ہے اور نظام خیر کی پہلی بنیادی اینٹ رکھ دی گئی ہے اور اب مساجد کی تعمیر ہوگی، آسمانی قوتیں زمینی قوتوں پر غالب آجائیں گی اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونگے۔

(نورالحق حصہ دوئم۔۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۳۷،۲۳۸)

اس پیشگوئی کے بعد حضور علیہ السلام نے مساجد کی تعمیر کے لئے پرزور تحریک فرمائی۔ لیکن اس زمانہ میں جماعت کی مالی حالت اس درجہ مخدوش تھی کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے عہد میں کسی احمدی جماعت کا خود بخود مسجد تعمیر کرنا ممکن ہی نہ تھا۔ اور نوبت یہاں تک آن پہنچی تھی کہ علمائے وقت کے فتاوی کے باعث احمدیوں کو ان مساجد میں بھی نماز پڑھنے سے روک دیا گیا جن کی تعمیر میں ان کا حصہ تھا۔ ایک بار حضور علیہ السلام کو اس ظالمانہ کارروائی کی اطلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا:

"سفید زمین پر ایک حد کرلی وہی مسجد ہو جاتی ہے۔ مگر فساد اچھا نہیں۔ اگر تم دشمن سے بدلہ نہ لو اور اسے خدا کے حوالہ کردو تو وہ خود نپٹ لیوے گا ...... جو خدا تعالیٰ کے دروازے پر گرتا ہے تو خدا خود اس کی رعایت کرتا ہے"۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۳)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قادیان، لاہور، وزیر آباد، ڈیرہ غازیخان میں نئی مساجد بن سکیں جن کی تعداد صرف ۶ تھی ان میں سے دو قادیان میں تعمیر ہوئیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں میں سوائے قادیان کے محلہ باب الامن کی مختصر سی مسجد کے جس کی بنیاد ۱۹۱۴ء میں حضور نے خود رکھی، دیگر احمدی جماعتوں میں خدا کے کسی نئے گھر کی تأسیس و تکمیل کا کوئی واضح ثبوت نہیں مل سکا۔

اس پس منظر میں بیرونی ممالک خصوصاً تثلیث کدہ انگلستان میں جماعت احمدیہ کے ہاتھوں کسی مسجد کی تعمیر کا تصور ہی کہاں ممکن تھا۔ مگر قادر و توانا خدا جس نے خسوف و کسوف کے نشان کی صورت میں خود ایک آسمانی سکیم جاری کرنے کا عرش سے اعلان فرمایا، ۶؍جنوری ۱۹۲۰ء کے مبارک دن اپنے محبوب بندے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے قلب مبارک پر تجلیٔ عظیم فرمائی اور آپ میں مسجد لندن تعمیر کرنے کے لئے ایک زبردست جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ جس پر حضور نے ایک تحریک اپنے قلم سے لکھ کر اس روز عصر کے وقت ناظر صاحب بیت المال کو دی جو مسجد مبارک میں نماز مغرب کے بعد سنائی گئی۔ اس پہلی تحریک پر ہی چھ ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ دوسرے روز ۷؍جنوری کی صبح کو مستورات میں اور عصر کے وقت مردوں میں تحریک کی گئی۔ ۹؍جنوری کو حضرت مصلح موعودؓ نے خطبہ جمعہ میں اعلان عام فرمایا۔ ۱۰ر،۱۱ر جنوری تک صرف قادیان کا چندہ بارہ ہزار تک پہنچ گیا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ' النور' از جماعتہائے احمدیہ امریکہ ، ماہ اکتوبر ۱۹۹۴ء صفحہ ۱۴،۱۵)

اسلام احمدیت کی تاریخ تعمیر مساجد کے سلسلہ میں قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ اور آج ہم ان قربانیوں کے نتیجے میں تعمیر ہونے والی مساجد کے ذریعہ اسلام کی ترقی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے ہندوستان سے انتہائی غربت کے زمانہ میں چندے جمع کر کے یورپ اور افریقہ اور دیگر براعظموں میں مساجد کی تعمیر کی۔ آج انہی مساجد کی برکت سے ہم یورپ میں بہت بہتر حالات میں رہ رہے ہیں۔ اس لئے اب اگر ہم مساجد کی تعمیر میں سستی کریں گے تو یہ ہمارے بزرگوں کی قربانیوں کو ضائع کرنے والی بات ہوگی۔ ہم جو حضرت مسیح موعودؑ کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اس راہ میں جان، مال اور وقت کی قربانی کو انتہاء تک پہنچادیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال (۲۰۰۰-۱۹۹۹ء) میں احباب جماعت جرمنی نے ۱۰۰ مساجد کے منصوبہ میں غیر معمولی جوش و جذبہ کے ساتھ حصہ لیا اور اس کی دی ہوئی توفیق سے چھ ملین مارک کے قریب وعدہ جات پیش کئے جن میں سے پانچ ملین سے زائد کی ادائیگی بھی کر دی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ یہ سکیم جاری ہے اور سو مساجد کی تعمیر تک جاری رہے گی۔ انشاء اللہ۔ چنانچہ امسال اس کے لئے مجلس شوریٰ میں پانچ ملین کا بجٹ تجویز ہوا ہے جسے ہم نے اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے ہر صورت میں پورا کرنا ہے۔ کیونکہ اگر یہ بجٹ پورا نہ ہوا تو جن مساجد کی تعمیر کا آغاز ہونے والا ہے وہ متاثر ہو سکتی ہیں۔ پس مَیں احباب جماعت احمدیہ جرمنی سے اپیل کرتا ہوں کہ گزشتہ سال کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر امسال بھی اس عظیم منصوبہ کے لئے قربانیاں پیش کریں۔ میں ان احباب کو خصوصاً خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے غیر معمولی قربانی کرتے ہوئے پانچ ہزار یا پانچ ہزار سے زائد کے وعدے کئے اور ان کی ادائیگی بھی کر دی۔ اور ان احباب کی قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور غیر معمولی مقام رکھتی ہیں جو اگرچہ ان معیاری وعدوں کی ذیل میں تو نہ آسکے مگر اپنی استطاعت کے مطابق پورے اخلاص کے ساتھ اس مالی تحریک میں شامل رہے۔ اس لئے اے میرے دوستو! اس

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

کیفیت کے ساتھ اس منصوبہ میں آگے بڑھتے چلے جانا اور اپنی اپنی بساط کے مطابق اس میں حصہ ڈالتے چلے جانا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ آپ کی توفیق کے دامن بڑھاتا چلا جائے گا اور آپ کو وہ دائمی برکات نصیب ہونگی جن سے آپ کی نسلیں دیر تک فیضیاب ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ۔

دنیا بھر میں تعمیر مساجد کے منصوبہ میں تیزی اور وسعت کا نیا دور

گزشتہ سال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹/مارچ ۱۹۹۹ء میں مساجد کے نظام کو وسیع ترکرنے کے لئے فرمایا کہ:

"یہ وہی سال ہے جس میں ہم نے مساجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا ہے۔ منصوبہ تو ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے مگر اس دفعہ اسے غیر معمولی طور پر بڑھانے کا خیال ہے بلکہ عزم ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے گا۔ یہ سال ایک غیر معمولی اہمیت کا سال ہے۔ اس لئے ہے کہ جیسا کہ میں نے جلسہ سالانہ پر اعلان کیا تھا کہ مجھے اللہ کے فضلوں سے بھاری امید ہے اور توقع ہے کہ اس سال جماعت احمدیہ میں ایک کروڑ انسان داخل ہونگے اور یہ بہت بڑی امید ہے۔ مگر خدا کے ہاں کچھ بھی نہیں۔ جب وہ فیصلہ کرے تو ایک کروڑ کیا حیثیت ہے جتنے چاہے داخل فرمائے۔ تو اس سلسلہ میں جماعتوں کو نصیحتیں کی گئی تھیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہم نصیحت یہ تھی کہ اگر تم نے ایک کروڑ بنانا ہے تو **خدا تعالیٰ کے گھر بنانا شروع کرو اور اس کثرت سے بناؤ کہ ان کو آباد کرنا چونکہ خدا کا کام ہے وہ آپ ہی کے گھیر گھیر کر آدمی لے آئے گا۔**

پس اس پہلو سے مساجد کی تعمیر ہمارے نزدیک بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت کو جہاں جہاں یہ آواز پہنچے گی اس خاص منصوبہ پر بڑی گہری توجہ سے عمل کرے گی۔"

(ہفت روزہ بدر قادیان ۲۳/مارچ ۲۰۰۰ء صفحہ ۹)

پس آج جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمارے عزیز از جان پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل جماعت کو چار کروڑ سے زائد بیعتوں کی عدیم المثال تاریخی فتح عطا کی ہے ہم پر فرض عائد ہو جاتا ہے کہ ہم والہانہ قربانیوں کے ساتھ اس فتح کے اہم ترین تقاضے کو پورا کریں۔ اور حضور کے ارشاد کے تحت اس کثرت سے مساجد بنائیں کہ یہ ساری زمین ندائے توحید اور اللہ اکبر کی صداؤں سے گونج اٹھے۔

☆......☆......☆

۱۳/اکتوبر ۱۹۵۷ء کو سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے آخری روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے روح پرور خطاب میں جماعت کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ زمانہ بھی ایسا ہی زمانہ ہے۔ خدا تعالیٰ پھر اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کے سامان کر رہا ہے اور اس نے اسلام کی خدمت احمدیوں کے سپرد کی ہے۔ یہ وہ قرآن میں آتا ہے کہ جب بار امانت زمین و آسمان کے سپرد کیا گیا تو انہوں نے بڑی گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ وہی امانت اس وقت آپ لوگوں کے سپرد کی گئی ہے۔ .... آج تو آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے کہتے ہیں کہ آج دنیا کے مختلف ممالک میں ہم تبلیغ کر رہے ہیں اور مساجد کی تعمیر کرنے کی ہمیں توفیق مل رہی ہے لیکن اگر خدانخواستہ آپ ست ہوگئے اور آپ نے کہنا شروع کر دیا کہ کیا ہم ہی یہ کام کرنے کے لئے رہ گئے ہیں۔ تو یہ نہایت خطرناک بات ہوگی۔ مساجد نہ بنانا اور گرجوں کو بڑھنے دینا ایسی بڑی آفت ہے کہ جسے آپ لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔ ساری دنیا کے لوگ آپ پر ملامت کریں گے۔ مشرق و مغرب کے وہ لوگ جو آج یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ احمدیوں پر اپنی رحمت نازل کرے کہ انہوں نے ہمیں مساجد بنا کر دیں اور ہمیں اسلام کے نور سے منور کیا۔ پھر وہ کہیں گے کہ خدا احمدیوں کو غارت کرے کہ انہوں نے ہمیں روشنی تو دکھائی لیکن ایک دفعہ روشنی دکھانے کے بعد پھر اندھیرا کر دیا۔ روشنی کے بعد اندھیرا اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ وہ کہیں گے کہ احمدیوں نے ہمیں اور زیادہ مصیبت میں ڈال دیا ہے۔

پس آپ لوگوں کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ کسی وقت بھی ہمت نہ ہاریں بلکہ اپنے منصب کو سمجھیں کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں آپ لوگوں کو اس کام کے لئے چنا ہے اور آپ کو ہی یہ کام سرانجام دینا ہے۔ آپ لوگ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ دعاؤں میں لگے رہیں اور خواہ آپ کو کتنی بھی محنت کرنی پڑے اور کتنی بھی تکلیف اٹھانی پڑے آپ اس سے جی نہ چرائیں۔ بلکہ اس میں راحت محسوس کریں اور یوں سمجھیں کہ خدمت اسلام کے لئے تکلیفیں اٹھانا اور مصیبتیں جھیلنا آپ کے لئے فخر کا موجب ہے۔ اگر یہ بات آپ لوگوں نے اپنے اندر پیدا کر لی تو آپ کو قیامت تک خدمت اسلام کی توفیق ملتی چلی جائے گی"۔ (مشعل راہ)

☆......☆......☆

مساجد کے قیام کے سلسلہ میں ۱۴/مئی ۱۹۸۹ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا:

"میں نے کل یہ اعلان کیا تھا کہ صد سالہ جشن تشکر کو منانے کے لئے جرمنی سو مساجد بنانے کا منصوبہ بنائے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ جس حد تک مالی قربانی کر رہے ہیں اور جو آپ کی غربت کے حالات ہیں یعنی اکثر آپ میں سے ایسے ہیں جن کے لئے بمشکل گزارا ممکن ہے ان پر اتنا بڑا بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا کہ جرمنی جیسے ملک میں جو بہت ہی مہنگا ہے۔ خصوصاً جائیداؤں کے لحاظ سے اور زمینوں کی قیمتوں کے لحاظ سے کہ وہ ایک سال کے اندر اندر ایک سو نئی مساجد بنادیں لیکن ہمارے کام تو ہمیشہ خدا کیا کرتا ہے۔ ہم سے انگلیاں لگواتا ہے، ہم سے ہاتھ لگواتا ہے۔ جس طرح باپ بچے کو کوئی بوجھل چیز اٹھانے کے لئے کہتا ہے اگر بچہ آگے سے گستاخانہ طور پر یہ نہ کہے کہ یہ کیا پاگلوں والی بات ہے میں نہیں اٹھا سکتا۔ بلکہ وہ ہاتھ لگا کر اٹھانے کی کوشش کرے تو باپ بڑے پیار اور ہوشیاری کے ساتھ اس طرح وہ چیز اٹھاتا ہے کہ بچہ یہی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اسی نے اٹھائی ہے۔ پس آپ خدا کی خاطر اگر بعض بوجھ برداشت کرنے کا عزم کریں گے اور کامل اخلاص کے ساتھ اپنی سی طاقت پیش کر دیں گے تو خدا باپوں سے زیادہ پیار اور محبت کرنے والا خدا ہے۔ وہ اسی رنگ میں آپ کی مدد فرمائے گا کہ آپ سمجھیں گے کہ آپ نے ہی یہ بوجھ اٹھایا ہے اور حقیقت میں وہ بوجھ خدا کی تقدیر اٹھا رہی ہوگی۔

پس اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں اور جب میں نے غور کیا تو مجھے خیال آیا کہ وہی افریقہ کا پیغام آپ کو پھر دوں۔ **افریقہ میں مساجد سے بہت محبت ہے اور جماعتیں بغیر مرکز سے مدد مانگے مساجد پر مساجد بناتی چلی جا رہی ہیں۔** حالانکہ بہت غریب ہیں۔ غانا میں میں نے بہت سی ایسی مساجد دیکھیں اور اسی طرح نائیجیریا کے بعض علاقوں میں بہت سی ایسی مساجد دیکھیں جن کی تعمیر کام دس دس بارہ بارہ سال سے شروع ہوا ہوا تھا، جتنی توفیق ملتی تھی وہ اس حد تک مسجد بنا دیتے تھے۔ پہلے سال بنیادیں ہی رکھی گئیں ہیں۔ دوسرے سال جتنا اس کو اونچا کر سکتے تھے اونچا کر دیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ توفیق بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر چھتیں بھی پڑیں۔ اور ہمیشہ ایسا ہوا کہ جب چھتیں پڑیں تو اس وقت تک وہ مسجد چھوٹی ہو چکی تھی۔ پھر وہ اگلی مسجد کے منصوبے بنا رہے ہوتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی تائید دونوں طرح سے ان کے شامل حال میں نے دیکھی ہے۔ ان کی مساجد کے منصوبے بھی کامیاب ہوتے رہے اور جماعت میں بھی برکت پڑتی رہی۔ اضافے ہوتے رہے یہاں تک کہ وہ مساجد جو بہت وسیع دکھائی دیتی تھیں وہ چھوٹی دکھائی دینے لگیں۔ اس طرح یہاں تو غالباً ممکن نہ ہوگا۔ یہاں کے حالات مختلف ہیں۔ مگر ایک کام ممکن ہے کہ وہ تمام جماعتیں جو یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے اپنے ہاں ایک مسجد ضرور بنانی ہے۔ وہ اگر ایک دو سالہ، تین سالہ، چار سالہ نہیں تو بے شک دس سالہ منصوبہ بنائیں اور جماعت کے لئے ایک فنڈ قائم کرنا شروع کردیں۔ جماعت کے فنڈ جو تھوڑے تھوڑے اکٹھے ہو رہے ہوں گے ان کو الگ سرمائے میں لگانا تو ممکن نہیں ہے مگر جس طرح کمیٹی ڈالی جاتی ہے اس طرح ان سب کے سالانہ جمع شدہ مساجد کے چندے کو اکٹھا کر کے کسی جگہ جائیداد خرید کریا کسی اور مناسب سرمائے میں لگاتے چلے جائیں گے تاکہ جب بھی مساجد بنانے کی توفیق ملے اس وقت روپے کی قیمت کم ہو کر کہیں اتنی کم نہ ہو جائے کہ وہ کبھی بھی مسجد کے منصوبے کو عملی جامہ نہ پہنا سکیں۔ اس طریق پر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی توفیق بھی بڑھے گی اور جیسا کہ میرا تجربہ ہے **خدا تعالیٰ اپنی خاطر اپنی محبت کے نتیجے میں بلند ارادے کرنے والوں کو خالی ہاتھ نہیں چھوڑا کرتا اور غیب سے ان کی توفیق بڑھاتا ہے۔ ان کی قدرت بڑھا دیا کرتا ہے"۔**

(ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی بابت ماہ جون جولائی ۱۹۸۹ء۔ اختتامی خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی ۱۴/مئی ۱۹۸۹ء)

نوٹ: (مکرم حیدر علی صاحب ظفر نے یہ تقریر جماعت احمدیہ جرمنی کے ۲۵ویں جلسہ سالانہ ۲۰۰۰ء کے موقع پر کی تھی۔)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"ضمناً آپ سے گزارش ہے کہ اب رمضان آنے والا ہے، اپنی راتوں کو ایسے اسیران راہ مولا کے لئے گریہ وزاری کے ساتھ ایک واویلے میں تبدیل کر دیں، شور مچا دیں، ایسا شور آپ کے دل سے اٹھے کہ اس شور سے ناممکن ہے کہ خدا کی تقدیر حرکت میں نہ آئے۔ میں امید تو یہ رکھتا ہوں کہ وہ تقدیر حرکت میں آرہی ہے، آچکی ہے مگر جس نہج پہ چل رہی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان بد بختوں کی پکڑ کا وقت آگیا ہے۔ جنہوں نے اس طرح معصوموں کے گھر برباد کئے ہیں، ان کی زندگیاں برباد کرنے کی کوشش کی ہے، ان کی زندگیاں لازماً برباد کی جائیں گی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ چین کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوں اور جتنا ان کا موت کا وقت قریب آئے گا اتنا ہی زیادہ ان کے دل میں آگ لگتی چلی جائے گی اور بھڑکتی چلی جائے گی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱/دسمبر ۱۹۹۸ء)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

مکرم بشیر احمد خان مندرانی صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵ر نومبر ۹۹ء میں محترم بشیر احمد خان صاحب مندرانی بلوچ کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم ناصر احمد ظفر صاحب رقمطراز ہیں کہ ۱۹۰۱ء میں تونسہ (ضلع ڈیرہ غازیخان) کے قریب واقع بستی مندرانی کے جن چند احباب کو قبول احمدیت کی سعادت عطا ہوئی اُن میں میرے دادا حضرت حافظ فتح محمد صاحب بھی شامل تھے۔ اُن کے ایک پوتے اور میرے تایازاد بھائی مکرم بشیر احمد خان صاحب ۴ر اپریل ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے۔ پرائمری کا امتحان اپنے گاؤں اور میٹرک تونسہ شریف سے پاس کیا۔ آپ حصول تعلیم کے لئے اٹھارہ کلومیٹر کا سفر پیدل طے کرتے رہے۔ تمام امتحانات اعزاز کے ساتھ پاس کئے۔ آپ اردو اور اسلامیات میں ایم۔اے اور پھر ایم۔ایڈ کرکے سکیل انیس پر خدمات سرانجام دے کر ریٹائرڈ ہونے والے اپنے گاؤں کے پہلے شخص تھے۔

بچپن سے ہی آپ ایک مخلص اور ہمدرد وجود تھے۔ اپنی کلاس میں جائزہ لیتے اور غریب طلباء کی ہر ممکن مدد کرتے۔ اکثر پڑھانے کے لئے غریب بچے کی کتاب لیتے اور کتاب واپس کرنے سے پہلے اُس میں کچھ نقدی رکھ دیتے۔ اگر بچہ سمجھتا کہ یہ رقم غلطی سے کتاب میں رہ گئی ہے تو پھر اُسے بتادیتے کہ یہ اُس کے تعلیمی اخراجات کے لئے ہے۔ آپ نے بحیثیت استاد کبھی ٹیوشن نہیں پڑھائی اور نہ ہی طلبہ یا ماتحتوں سے کسی قسم کا مفاد حاصل کیا۔

آپ ایک سکول کے انچارج مقرر ہوئے تو وہاں کا مددگار کارکن انتہائی غریب تھا۔ آپ گاؤں سے سائیکل پر سکول جایا کرتے تھے اور راستہ میں لکڑیاں اکٹھی کرکے سائیکل کے پیچھے باندھ کر اُس کارکن کے گھر چھوڑ آتے۔ اگر وہ شرمندگی سے کچھ عرض کرتا تو فرماتے کہ آپ بڑے بھائی ہیں اور آپ کی آمدنی کم ہے جبکہ میرا اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا اس لئے آپ قطعاً محسوس نہ کریں اور مجھے اس ثواب سے محروم نہ کریں۔

جب آپ اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر تھے تو آپ کو کوہ سلیمان کا اندرونی علاقہ دیا گیا جہاں بیسیوں میل پیدل چل کر سکولوں تک پہنچا جاسکتا تھا۔ آپ نے نہ صرف اپنا فرض پوری دیانتداری سے ادا کیا بلکہ کسی ماتحت یا طالب علم سے کھانا تک نہ کھاتے تھے اور اپنے ساتھ ہمیشہ دال، آٹا، نمک اور بسکٹ وغیرہ رکھتے تھے۔ اپنا کھانا خود پکاتے یا کسی ہوٹل سے استفادہ کرتے۔

آپ بہت عاجز اور منکسر المزاج تھے۔ ایک سکول کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے تو نماز کا وقت آگیا۔ جب آپ نماز ادا کررہے تھے تو ایک استاد کے کہنے پر کسی شاگرد نے آپ کی جوتی صاف کردی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور اپنی جوتی کو صاف دیکھا تو اُس بچے کو بلایا جس نے جوتی صاف کی تھی اور پیار سے اسے کہا کہ بیٹا آپ نے کیوں تکلیف کی ہے، اب آپ اپنی جوتی دیں تاکہ مَیں صاف کردوں!۔

جب آپ ڈیرہ غازیخان کے سکول میں ہوسٹل سپرنٹنڈنٹ تھے تو ہوسٹل کا ٹیوب ویل خراب ہوگیا۔ پانی نہ ہونے سے طلبہ سخت پریشان تھے۔ لیکن اگلی صبح جب اٹھے تو دیکھا کہ تمام مٹکے لبالب بھرے ہوئے ہیں۔ ایک طالب علم نے بتایا کہ رات کو اُس کی آنکھ کھلی تو اُس نے دیکھا کہ مندرانی صاحب ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع واپڈا کے ٹیوب ویل سے تنہا گھڑے لاکر مٹکوں میں ڈال رہے ہیں۔

آپ سے پہلے ہوسٹل میں طلبہ کے کھانے کا خرچ فی کس دو روپے تھا جو آپ کے دور میں چند آنوں تک پہنچ گیا۔

آپ کی محنت اور دیانت محکمہ تعلیم میں زبان زد عام تھی۔ اسی لئے پنجاب سے جو دو اساتذہ Ph.D. کروانے کے لئے نامزد ہوئے، آپ اُن میں سے ایک تھے۔ لیکن آپ نے محکمہ کو جواب دیا کہ خاکسار والدین کا اکلوتا بیٹا ہے، والدہ صاحبہ پہلے وفات پاچکی ہیں جبکہ میرے والد محترم صاحب فراش ہیں اور مجھے اُن کی خدمت اور عیادت کی سعادت مل رہی ہے۔ ان حالات میں Ph.D. کے لئے جانا ناممکن ہے۔

آپ جانوروں پر بھی نہایت مہربان تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ صبح نماز اور تلاوت قرآن سے فارغ ہوکر باقاعدگی سے چڑیوں کو روٹی کے باریک ٹکڑے کرکے ڈالتے۔ آپ کے ایک ہمسائے تین روز کے لئے کہیں گئے تو اپنے مکان کے بیرونی دروازہ کی چابی آپ کو دے گئے۔ اچانک اُن کے گھر سے بلی کی آواز آئی۔ آپ نے دیکھا تو بلی کمرے میں مقفل تھی۔ آپ تین دن صبح و شام بلی کو دودھ پلیٹ میں ڈال کر دروازہ کے نیچے سے پلاتے رہے۔

آپ بے حد متوکل تھے اور خدا تعالیٰ بھی آپ کی ضروریات پر نظر رکھتا تھا۔ جب آپ لاہور میں ایم۔ایڈ کررہے تھے تو مسجد میں قیام تھا۔ ایک شام پارک میں پڑھنے کے لئے گئے تو اپنی کُل پونجی سات سو روپے ایک کتاب میں رکھ دیئے۔ تین اوباش لڑکوں نے بہانے سے وہ کتاب اٹھالی اور چلتے بنے۔ جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے دعا شروع کردی کہ اے اللہ! مجھے کسی کا محتاج نہ کر اور خود میری کفالت فرما۔ دوسرے روز ہی مسجد میں ایک پولیس والا پہنچا اور کہا کہ آپ کو تھانیدار صاحب بلا رہے ہیں۔ آپ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ تینوں لڑکے پولیس کی حراست میں ہیں اور تھانیدار صاحب نے کتاب جس پر پتہ درج تھا اور رقم آپ کے حوالہ کی۔

آپ باقاعدگی سے نماز تہجد کے لئے رات دو بجے اُٹھتے تھے اور نماز فجر تک نوافل میں مصروف رہتے۔ صبح وقت پر اٹھنے کے لئے آرام دہ بستر استعمال نہ کرتے، سر کے نیچے بوری تہہ کرکے رکھ لیتے اور چارپائی پر چٹائی بچھالیتے۔ دوران سفر کسی مسجد کو ویران دیکھتے تو اُسے اپنی نمازوں سے آباد کرتے۔ جب آپ کی صحت خراب ہوئی اور گھر والے آرام کا مشورہ دیتے تو فرماتے کہ سفر بہت لمبا ہے اور وقت کم ہے، میرا آرام اور سکون نمازوں ہی میں ہے۔

جماعت کی مالی تحریکات کے ساتھ ساتھ صدقات اور غرباء کی امداد میں دل کھول کر حصہ لیتے لیکن اتنی خاموشی کے ساتھ کہ دوسرے ہاتھ کو بھی علم نہ ہوتا۔ جماعتی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے لیکن خودنمائی سے کوسوں دور تھے۔ کافی عرصہ جماعت کے صدر رہے اور وفات کے وقت زعیم انصاراللہ تھے۔ مجلس مشاورت میں اپنے علاقہ کی نمائندگی بھی کرتے رہے۔ وفات پر آپ کے وصیت کے حساب میں زائد رقم جمع تھی۔ وفات سے قبل اپنے کفن دفن اور ربوہ تک میت پہنچانے کے لئے رقم ایک لفافہ میں ڈال کر علیحدہ رکھی ہوئی تھی اور وصیت میں لکھا تھا کہ آپکا سفر آخرت کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہئے۔

محترم بشیر احمد مندرانی صاحب ۲۵ر جون ۹۹ء کو ۶۸ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے اور اگلے روز بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

نمک

اس وقت دنیا میں استعمال ہونے والے نمک کا صرف پانچ فیصد خوراک میں استعمال ہوتا ہے جبکہ باقی مختلف مصنوعات کی تیاری میں کام آتا ہے۔ اس سے سوڈا، شیشہ اور صابن بھی بنایا جاتا ہے اور اسے کاغذ، پلاسٹک، کیڑے مار دوائیں نیز سرد ممالک میں موسم سرما میں برف پگھلانے کے لئے سڑکوں پر ڈالا جاتا ہے جو ان ممالک میں استعمال ہونے والے نمک کا قریباً بیس فیصد ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳ر نومبر ۹۹ء میں نمک کے بارہ میں مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب کا ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

زمانہ قدیم میں جب نمک وسیع پیمانے پر دستیاب نہیں ہوا تھا تو اس کی قدر و قیمت سونے کے برابر تھی۔ اس بات کے تاریخی شواہد موجود ہیں کہ سونے کا نمک کے ساتھ برابر وزن کی بنیاد پر تبادلہ کیا جاتا تھا۔ چین میں ابتداءً سکے بھی نمک کے بنائے جاتے تھے اور بحیرہ روم کے اردگرد کے علاقہ میں نمک کے ڈلے کرنسی کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ حکومت کی طرف سے عائد ٹیکس کی وصولی بھی نمک کی شکل میں کی جاتی تھی۔ اکثر قافلوں کے راستے بننے کی بنیاد بھی نمک کی تجارت ہوا کرتی تھی۔ پھر انسان نے سمندر کے پانی کو خشک کرکے نمک حاصل کرنا سیکھ لیا۔ لیکن اس کے لئے بہت لکڑی کی ضرورت تھی جسے جلاکر پانی خشک کیا جائے۔ چنانچہ جب برطانیہ میں کوئلہ دریافت ہوا تو برطانیہ دنیا میں کوئلہ کے ساتھ ساتھ نمک کا بڑا مرکز بھی بن گیا۔ ۱۷۸۳ء کی جنگ انقلاب کے بعد بحرالکاہل کے ساحل پر سمندر کے پانی کو ابالنے اور خشک کرنے کے کارخانے قائم ہوئے۔

امریکہ میں ۱۸۲۵ء میں مکمل ہونے والی Erie Canal کا مقصد محض نمک کی ٹرانسپورٹ میں آسانی پیدا کرنا تھا۔ نمک کے حصول کیلئے گہری کھدائی نے ایک اور انقلاب پیدا کیا اور پوٹاش اور پٹرولیم کی دریافت عمل میں آئی۔ آجکل ایٹمی تابکاری سے بچنے کیلئے اس کے فضلے کو ٹھکانے لگانے کے لئے بھی نمک کی کانوں کی طرف دیکھا جارہا ہے۔ ایک تو یہ کانیں محفوظ اور خشک حالت میں لاکھوں سال سے یونہی قائم چلی آرہی ہیں۔ اور نمک کی خصوصیت ہے کہ یہ اردگرد کی اشیاء سے نکلنے والی حرارت کو جذب کرلیتا ہے اور اپنے اردگرد دیواروں میں پڑنے والی دراڑوں کو خودبخود اُن کے اندر بھر کر ختم کردیتا ہے۔

نمک زمین میں واقع بڑی بڑی تہوں (Rock Salt) کی صورت بھی پایا جاتا ہے اور بعض جگہ ڈھیروں (Salt Domes) کی شکل میں بھی۔ اس وقت سمندری پانی سے نمک پیدا کرنے والے ممالک میں سرفہرست چین، فرانس، بھارت، اٹلی، جاپان اور سپین ہیں۔ خالص نمک ہیرے کی طرح شفاف ہوتا ہے۔ نمک جتنا سفید یا سرخ ہوگا اُتنی ہی اُس میں ملاوٹ ہوگی۔ البتہ پسا ہوا نمک سفید سفوف کی صورت میں ہی نظر آئے گا۔

اعزازات

☆ مکرم شہاب الرحمٰن میر صاحب آف آسنور (کشمیر) نے ریجنل کالج آف انجینئرنگ سرینگر میں اوّل آکر بھارت کے صدر سے اعزازی سند اور انعام حاصل کیا۔

☆ مکرم ڈاکٹر اکرام اللہ ٹاک صاحب آف یاری پورہ نے شیر کشمیر زرعی یونیورسٹی سے B.V.Sc/A.H کے فائنل میں اوّل آکر نائب صدر جمہوریہ بھارت سے طلائی تمغہ حاصل کیا۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
20/11/2000 - 26/11/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 20th November 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Class No.100, With Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
01.15	Liqa Ma'al Arab·Rec.21.06.95 ®
02.15	Interview: With Dr. Fahmeda Sahiba
03.05	Urdu Class: Lesson No.504 Rec.25.03.99
04.30	Learning Chinese: Lesson No.192 ®
04.55	Huzoor's Mulaqat: With Young Lajna
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Corner: Kudak No.14
06.55	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.53
09.45	Urdu Class: Lesson No.504 Rec.25.06.99 ®
10.55	Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No.98
13.10	Rencontre Avec Les Francophones
14.10	Bengali Service: Various Items
15.10	Homeopathy Class: Lesson No.173
16.20	Children's Corner: Class No.101 Part 1 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.55	German Service: Various Programmes
18.05	Tilawat
18.20	Urdu Class: Lesson No. 505 Rec: 26.06.99
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.55
21.00	Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat with French speaking Friends
22.00	Rohani Khazaine: Prog.No.15/ Part 2
22.20	Homeopathy Class: Lesson No.173 ®
23.20	Learning Norwegian: Lesson No.98 ®

Tuesday 21st November 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: With Hazoor Class No.101 / Part 1®
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.55
02.15	MTA Sports: Basketball – Final Rabwah Vs. Hederabad
02.55	Urdu Class: Lesson No.505 Rec.09.06.99
04.05	Learning Norwegian: Lesson No.87 ®
04.55	Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat with French speaking friends
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Class: With Hadhrat Khalifatul Masih IV No. 101 First Part
07.05	Pushto Programme: F/S Rec: 30.07.99 With Pushto Translation
07.40	Pushto Programme: Various Items
08.15	Islamic Teachings- Prog.15 / Part 1®
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.55 ®
09.45	Urdu Class: Lesson No.505 Rec: 26.06.99 ®
10.55	Indonesian Service: Various Programmes
12.05	Tilawat, News
12.35	Le Francais C'est Facile: Lesson No.16
13.00	Bengali Mulaqat: Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00	Bengali Service: Various Items
15.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.142
16.00	Le Francais C'est Facile: Lesson No.16 ®
16.25	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No.28
16.45	Talk about Ramadhan – Prog. No.2
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.15	Urdu Class: Lesson No.506 Rec: 30.06.99
19.30	Liqaa Ma'al Arab:Session No.56
20.30	Norwegian Programme: Various Items
21.00	Bengali Mulaqat ®
22.00	Hamari Kaenat: Prog. No.67
22.30	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.144 ®
23.30	Le Francais C'est Facile: Lesson No.17

Wednesday 22nd November 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Quran Pronunciation ®
01.00	Liqa Ma'al Arab: Rec: 28.06.95 ®
02.05	Bengali Mulaqat: Rec. 18.01.00
03.10	Urdu Class: Lesson No.506 Rec: 30.06.99
04.30	Le Francais C'est Facile: Lesson No.17 ®
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.144 ®
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Quran Pronunciation ®
07.00	Swahili Programme: Seeratun Nabi (saw) Presented by Bashir Ahmad Akhtar Sb. & Maulana Jamil-ur-Rehman Rafiq Sb.
07.55	Hamari Kaenat: Programme No.67 ®
08.25	Liqa Ma'al Arab: Rec.28.06.95 ®
09.35	Urdu Class: Lesson No.506 Rec: 30.06.99 ®
10.55	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.30	Urdu Asbaaq Lesson No.27
13.00	Atfal Mulaqat: With Huzoor Rec. 19.1.00
14.00	Bengali Service: Various Items
15.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.145
16.10	Urdu Asbaaq: Lesson No.27
16.40	Children's Corner: Puppet Show No.6
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	Urdu Class: Lesson No.507 Rec.02.07.99
19.15	Liqaa Ma'al Arab: Session no. 57 Rec: 29.06.95
20.20	MTA France: Various Items
20.55	Atfal Mulaqat: With Huzoor Rec. 19.01.00
21.56	Speech by Mirza Abdul Haq Sb. Topic: Our ResponsibilitiesJalsa Salana Sargodah
22.25	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.145
23.30	Urdu Asbaq: Lesson No.27®

Thursday 23rd November 2000

00.05	Tilawat, News
00.30	Children's Corner: Guldasta
01.00	Liqaa Ma'al Arab: Rec.29.06.95 ®
02.10	Atfal Mulaqat: With Huzoor Rec. 19.01.00
03.10	Urdu Class: Lesson No.507 ®
04.20	Urdu Asbaq: Lesson No.27 ®
04.50	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.145 ®
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Guldasta ®
07.20	Sindhi Programme: F/S Rec.06.08.99
08.10	Speech: by Mirza Abdul Haq Sb.
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.57
10.00	Urdu Class: Lesson No.507 ®
10.55	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Turkish: Lesson No.11
13.00	Liqaa Ma'al Arab Rec: 04.07.95
14.05	Bengali Service: F/Sermon Rec: 18.09.94 With Bangali Translation
15.05	Homeopathy Class: Lesson No.174 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.05	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No.31
16.25	Children's Corner: Hifz-e-Asha'ar No.4
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat, Darsul Malfoozat
18.15	Urdu Class: Lesson No.508 Rec.03.07.99
19.25	Liqaa Ma'al Arab Rec: 04.07.95 ®
20.25	MTA Lifestyle: Al Maidah Presentation of MTA Pakistan
20.45	Tabarukat:Speech Maulana Abul Atta Sb. Topic: How To Achieve Closeness to God
21.45	Quiz History of Ahmadiyyat No.63 Host: Faheem Ahmad Khadim Sahib
22.25	Homeopathy Class: Lesson No.174 ®
23.25	Learning Turkish: Lesson No.11 ®

Friday 24th November 2000

00.05	Tilawat, Dars-ul-Hadith, News
00.40	Children's Corner: Quran Pronunciation ®
01.00	Liqaa Ma'al Arab: Rec.04.07.95 ®
02.05	Tabarukaat:Speech Maulana Abul Ata Sb. ' How to Achieve ClosenessTo God' ®
03.00	Urdu Class: Lesson No.508 Rec.03.07.99 ®
04.05	MTA Life Style: Al Maidah
04.20	Learning Turkish: Lesson No.11 ®
04.55	Homeopathy Class: Lesson No.174 ®
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55	Children's Corner: Quran Pronunciation ®
07.15	Quiz; History of Ahmadiyyat No.63 ®
07.55	Saraiky Programme: F/S Rec: 28.01.00 With Siraiky Translation
08.50	Liqa Ma'al Arab: Rec.04.07.95 ®
09.55	Urdu Class: Lesson No.508 ®
11.00	Indonesian Service: Tilawat, Malfoozat
11.30	Bengali Service: Various items
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50	Nazm, Darood Shareef
13.00	Friday Sermon: Live
14.00	Documentary: 'Gabraal & Atrot'
14.30	Majlis-e-Irfan: With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec. 21.1.00
15.30	Friday Sermon: From London ®
16.30	Children's Corner: Class No.32, Part 2 Produced by MTA Canada
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class: Lesson No.509 Rec: 07.07.99
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.59
20.40	Speech: Jalsa/Salana U.K 2000 by Kareem Ahmad Khan Sb.
21.10	Documentary: Gabraal & Atrot
21.40	Friday Sermon: ®
22.45	Talk on Ramadhan:By Zahid Khan Sb.
22.55	Majlis-e-Irfan with Huzoor: Rec. 21.1.00

Saturday 25th November 2000

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Class No.32, Part 2 ® Produced by MTA Canada
01.10	Liqa Ma'al Arab: Rec.05.07.95 ®
02.15	Friday Sermon: ®
03.20	Urdu Class: Lesson No.509 Rec.07.07.99®
04.20	Computers for Everyone: Part 75
05.0	Majlis-e-Irfan: with Hadhrat Khalifatul Masih IV and Urdu Speaking guests
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Class No.32 Part 2 Presentation MTA Canada
07.25	MTA Mauritius: Variety Programme
07.55	Weekly Preview
08.25	Documentary:
08.50	Liqa Ma'al Arab: Rec.05.07.95 ®
09.55	Urdu Class: Lesson No.509 ®
11.00	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.40	Talk About Ramadhan: Prog. No.1
13.00	German Mulaqat: By Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec. 22.1.00
14.00	Bengali Service: Various Items
15.00	Quiz: Khutabat-e-Imam Rec. 18.02.1983 & 25.02.1983
15.40	Weekly Preview
16.00	Children's Class: With Hadhrat Khalifatul Masih IV
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.20	Urdu Class: Lesson No.510 Rec:09/07/99
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.60
20.35	Weekly Preview
20.50	Arabic Programme: Various Items
21.35	Children's Class: With Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.35	Talk About Ramadhan : Prog. No.1 Presenter Malik Saleem Sb.
22.55	German Mulaqat with Huzur

Sunday 26th November 2000

	Tilawat, News
00.45	Quiz Khutabat-e-Iman
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.60 ®
02.05	Canadian Horizons: Children's Class No.56
03.05	Urdu Class: Lesson No.510 ®
04.05	Weekly Preview ®
04.25	Ramadhan & Quran
04.55	Children's Class: With Hazoor ®
06.05	Tilawat, News, Weekly Preview
07.05	Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.25	German Mulaqat with Huzur Rec. 22.1.00
08.25	Chinese Programme: Part 15
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.60 ®
10.00	Urdu Class: Lesson No.510 ®
11.00	Indonesian Service: Various Programmes
12.05	Tilawat, News
12.50	Learning Chinese: Lesson No.193 With Usman Chou Sahib
13.15	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec. 23.01.00
14.20	Bengali Service: Various Programmes
15.20	Friday Sermon: ®
16.20	Weekly Preview
16.35	Children's Class: No.101 Final Part
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.15	Urdu Class: Lesson No.511 Rec.10.07.99
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.61
20.40	Albanian Programme: Q/A Part 2
21.10	Q/A Session: Rec.05.04.98 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.30	Talk On Ramadhan: Prog. No.4 Presented by Dr. Zahid Khan Sb.
22.55	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, November 17, 2000 | Issue No. 46

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

اگر شہِ لولاک پاکستان میں تشریف لے آئیں؟

ہمارے آقا و مولا سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی امت کو اذان سن کر ایک جامع دعا کرنے کا ارشاد فرمایا اور خوشخبری دی کہ جس نے یہ دعا کی قیامت کے روز میری شفاعت اس کے لئے واجب ہو گئی۔ یہ روح پرور دعا اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری کتاب الاذان میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

سلسلہ احمدیہ کے صاحب کشوف والہام بلند پایہ بزرگ ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیارے ماموں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کے قلم سے ان مسنون دعا کا پر معارف تشریح ذیل میں ہدیۂ قارئین کی جاتی ہے۔ آپؓ نے تحریر فرمایا:

"محمد رسول اللہ ﷺ کی اذان والی دعوت اگرچہ من حیث الاجمال اپنی ذات میں کامل ہے لیکن بلحاظ تفصیل اور نشرواشاعت وغلبہ کے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی اسی طرح محتاج ہے جس طرح ایک بیج۔ ربّ کے معنی وہ ذات جو ادنیٰ حالت سے تدریجاً ترقی دیتے ہوئے کمال تک پہنچادے۔ اس لئے امت اسلامیہ کے ہر فرد کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اذان سن کر اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ کے الفاظ سے صفی ربوبیت سے مخاطب ہو۔ اور اس پیغام حق کی کامل ترقی کے لئے دعا کرے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ تمام قومیں وحدت کی لڑی میں منسلک ہو کر اپنی وہ نماز قائم کریں جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اَلْقَآئِمَۃِ کے معنی صحیح جس میں کوئی نقص نہ ہو۔

اٰتِ مُحَمَّدَ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ اَلْوَسِیْلَۃَ سے اگرچہ ہر قسم کے اسباب ہوسکتے ہیں جو دعوت تامہ اور صلوۃ قائمہ کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں لیکن چونکہ اَلْوَسِیْلَۃَ کا ال تعین و تخصیص کے لئے بھی ہوتا ہے اس لئے یہاں اَلْوَسِیْلَۃَ سے مراد وہ مسیح موعود ہے جس کی بعثت کا محمد رسول اللہ ﷺ کو وعدہ دیا گیا ہے اور جس کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس کے ذریعے سے آپ کی دعوت کو تمام ادیان پر برتری حاصل ہوگی اور دنیا کی تمام قومیں اقرار کریں گی کہ مقام محمود پر کھڑا ہونے کا حق صرف ایک ہی انسان کو ہے اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں (فداہ نفسی)۔ اَلْفَضِیْلَۃ کا لفظ اسی موعود برتری کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بایں الفاظ وارد ہوا ہے۔ ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْکَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ (الصف:۱۰)۔ اور مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس غلبہ اور برتری کی پیشگوئی مسیح موعود کے ذریعہ پوری ہوگی۔ پس اَلْفَضِیْلَۃَ اور مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّہ) کے دو قرینے پوری وضاحت کے ساتھ اَلْوَسِیْلَۃَ کے مفہوم کی تعیین کرتے ہیں کہ اس سے مراد کونسا وَسِیْلَہ ہے جس کے ذریعہ سے آپ کی دعوت پایۂ تکمیل کو پہنچنے والی ہے۔ قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کہہ کر مقام محمود پر آپ کو فائز کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہاں اس کے ساتھ ہی یہ دعا بھی مانگنے کا ارشاد فرمایا وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا(بنی اسرائیل:۹۱) میرے لئے اپنے حضور سے ایک ایسا سلطان مبعوث کر جو ہر معنی میں پورا پورا مددگار ثابت ہو۔ سلطان کے معنی کامل غلبہ۔ یہاں یہ مصدر بمعنی اسم فاعل ہے جیسے عِلْم کے معنے عَالِم اور سلطان کے معنے خلیفہ اور جانشین کے بھی ہیں۔ سلہوئے ایسا خلیفہ جو کامل طور پر مددگار ہو۔ یہ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا کے معنی ہوئے ایسا خلیفہ جو کامل طور پر مددگار ہو۔ یہ سلطان نصیر وہ مسیح موعود ہے جس کے متعلق تمام علماء سلف کو اتفاق ہے کہ اس کے ہاتھوں سے اسلام کو کل ادیان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ وہ امتی بھی ہوگا اور نبی بھی۔ مِنْ لَّدُنْ کی ممتاز حیثیت اسے حاصل ہوگی یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں وہ سلطان نصیر محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مظہر ہوگا۔ ایسے سلطان نصیر کی بعثت کو ختم نبوت کے منافی سمجھنا بڑی کوتاہ نظری ہے۔ مذکورہ بالا ہمارا استنباط سیاق کلام سے واضح ہے اور سلف صالحہ نے تو یہاں تک لکھا ہے امت محمدیہ کے اولیاء کو بھی یہ مقام محمود حاصل ہوتا ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں: "وَھُوَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ لَا یُشَارِکُہٗ فِیْہِ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ اِلَّا اَوْلِیَاءُ اللّٰہ"۔ مقام محمود میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ کوئی نبی اور رسول شریک نہیں۔ ہاں آپ کی امت کے اولیاء شریک ہیں۔ (ہدیہ مجددیہ صفحہ ۷۰) اور حضرت شیخ عبدالرزاق کاشانیؒ نے الفاظ فَلَہُ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ سے صراحت کی ہے کہ مقام محمود مہدی معہود کے لئے مقدر ہے اور لکھا ہے کہ وہ احکام شرعیہ میں آنحضرت ﷺ کا تابع ہوگا۔ وَلَایُنَاقِضُ مَا ذَکَرْنَاہُ لِاَنَّ بَاطِنَہٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ اور یہ ہماری بات آنحضرتؐ کی شان کے نقیض نہیں کیونکہ مہدی معہود کا باطن آنحضرتؐ ہی کا باطن ہوگا۔ (شرح فصوص الحکم صفحہ ۵۱ تا ۵۳ مطبوعہ مصر)

غرض الفاظ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ سے یہ استدلال کہ چونکہ اذان ایک کامل دعوت ہے اس لئے کسی نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت نہیں نہ صرف غلط استدلال ہے بلکہ سلطان نصیر کی بعثت دعوت تامہ کی تکمیل موعودہ غلبہ کے لئے دعائے مسنونہ اور فیوض ربانیہ کا راستہ بند کرنے والا استدلال ہے"۔

("جامع مسند بخاری" ترجمہ و شرح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ جزء سوئم صفحہ ۷۴،۷۵۔ ناشر ادارۃالمصنفین ربوہ۔ اشاعت مئی ۱۹۶۰ء)

ہر عاشق مصطفیٰ اس ہوشربا خبر پر یقیناً سکتے میں آجائے گا کہ پاکستان کے بعض حلقوں میں اس

باقی صفحہ نمبر۴ پر ملاحظہ فرمائیں

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

دنیا بھر میں احمدیہ مساجد کی تعمیر

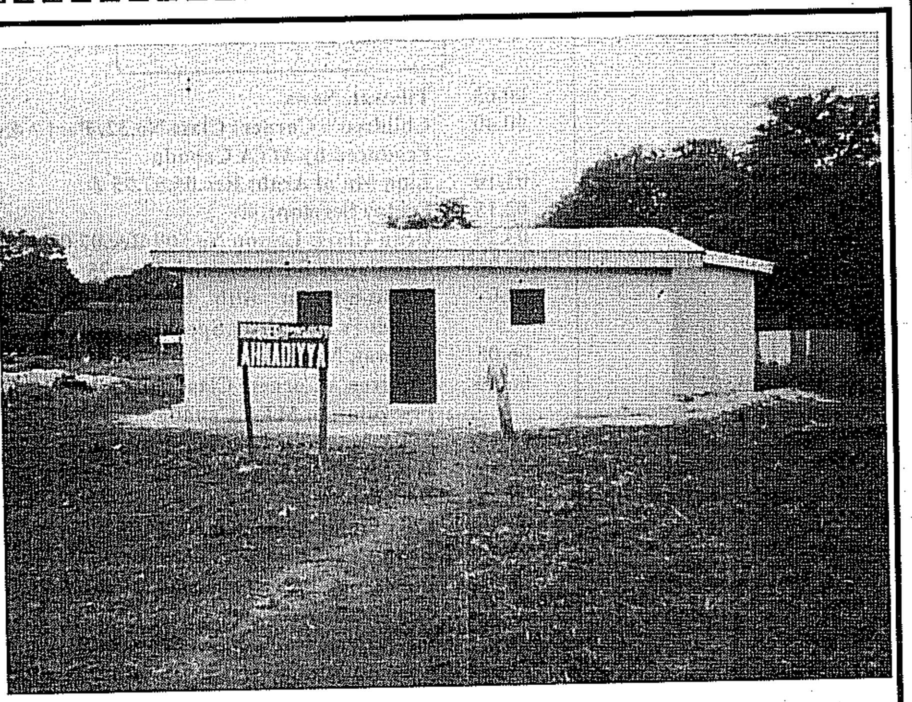

گاؤں کا نام: Lahogora

ملک: آئیوری کوسٹ (Ivory Coast)

یہ گاؤں Boniere Dougou سے گیارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

قریباً پانچ ہزار نفوس پر مشتمل آبادی کے اس گاؤں، بلکہ ارد گرد کے گاؤں میں بھی کہیں مسجد نہ تھی۔ اس گاؤں کے تمام افراد بفضلہٖ تعالیٰ احمدی ہیں۔ اس گاؤں میں مسجد کی تعمیر کو اس قدر اہم اور خوشی کا امر خیال کیا گیا کہ عیسائیوں نے بھی اس مسجد کی تعمیر کے کاموں میں بھرپور حصہ لیا۔ مسجد کی تعمیر پر قریباً ۳۲ لاکھ فرانک سی ایف کا خرچ آیا۔

اس گاؤں کے بزرگ ترین آدمی نے جو مسلمان احمدی ہیں مسجد کی تعمیر کے موقع پر ایک بکرا پیش کیا اور کہنے لگا کہ اگر یہ بڑھاپے کے اس دور میں نہ ہوتے تو یقیناً ایک گائے پیش کرتے۔ اس طور پر اس گاؤں میں مسجد کی تعمیر کا نہ صرف اس گاؤں پر بہت اچھا اثر ہوا بلکہ ارد گرد کے دیہات پر بہت ہی اچھا اثر مترتب ہو رہا ہے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔